

# تربیت اولاد

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

کے اسلامی اصول

مصنف محمد جمیل زینو

الدررس فی التربیت الخیریة  
مکتبہ المکرمة

مترجم

ڈاکٹر حفصہ جنرل  
جامعہ تعلیم القرآن و الحدیث البنات  
گوجرانوالہ پاکستان

حافظ خالد حیات محمود

۲  
(

مصدق محمد علی  
جامعہ تعلیم القرآن و الحدیث البنات  
گوجرانوالہ پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ  
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی اربنہ  
معدت البریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

### تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے  
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی  
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے  
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ [KitaboSunnat@gmail.com](mailto:KitaboSunnat@gmail.com)

🌐 [www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

مَلِكُمْ رَاعٍ وَمَلِكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ شَلْتَعْلِيهِ

# تَرْبِيَّةِ أَوْلَادٍ

## فِي إِسْلَامِيَّاتِ أَصُولِ

www.KitaboSunnat.com

مفت: محمد مجاہد جمیل زینوی

الدرس: فی ذراعیہ فیض الفہرست  
بمکتبۃ المکتبۃ السنن

مترجم

ماظ خالد حیات مسعود  
ڈائریکٹر جنرل  
جامعۃ تعلیم القرآن و الحدیث للبتنا  
۹ گلشن آباد گوجرانوالہ

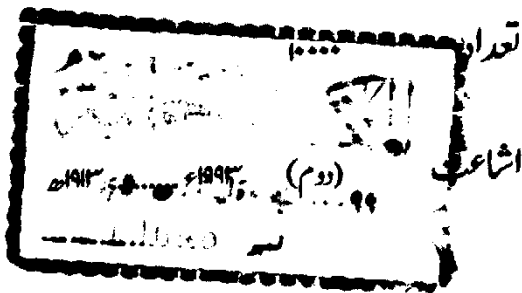
شیر محمد صدیق کھوکھڑا  
جامعۃ تعلیم القرآن و الحدیث للبتنا  
۴۲۹۴۲  
۴۲۸۴۲  
۹ گلشن آباد گوجرانوالہ فون: -

نام کتاب تربیت اطفال کے اسلامی اصول

مصنف فضیلۃ الشیخ محمد بن جمیل زینو (حفظہ اللہ)  
مدرس دار الحدیث الخیریہ مکہ مکرمہ سعودی عرب

مترجم حافظ خالد حیات محمود ڈائریکٹر جنرل جامعہ تعلیم  
القرآن والحديث للبنات و گلشن آباد گوجرانوالہ

ناشر محمد صدیق کھوکھر ناظم جامعہ تعلیم القرآن  
والحديث للبنات و گلشن آباد گوجرانوالہ



## فہرست مضامین

۵۶	بچوں کے معاملے عدل سے کام لینا	۱	پیش لفظ
۵۸	نوجوان طبقہ کے مسائل کامل	۲	حدیث
۶۷	شرف قبولیت پانے والی دعا	۳	مقدمہ
۶۸	خانہ انبیٰ منصوبہ بندی اور نقصانات	۶	حضرت لقمان کی بیٹی کو بھیجتیں
۷۲	نماز کی فضیلت اور چھوڑنے پر وعید	۱۶	آیات سے اہم مسائل کا استنباط
۷۴	وضو اور نماز کا صحیح طریقہ	۱۹	محسن انسانیت کی بچوں کو بھیجتیں
۷۴	نماز	۲۳	حدیث سے ماخوذ چند اہم فوائد
۷۹	نماز کے چیدہ چیدہ مسائل	۲۵	ارکان اسلام
۸۳	نماز سے متعلق چند احادیث	۲۶	ارکان ایمان
۸۶	نماز جمعہ و نماز باجماعت کا وجوب	۲۸	حق تعالیٰ عرش پر متمکن ہے
۸۹	میں جمعہ کا دن کیسے گزاروں گا	۳۰	نمازیت دلچسپ واقعہ
۹۰	گانے بجانے کے متعلق شرعی حکم	۳۱	حدیث سے ماخوذ اہم فوائد
۹۳	دور حاضر کے گیت	۳۵	رسول پاک کی چند اہم ہدایات
۹۳	گانے بجانے سے بچاؤ کا علاج	۳۸	والدین اور استاد کی ذمہ داری
۹۵	شرعا جائز گیت	۴۱	تعلیم و تربیت کے بنیادی اصول
۹۹	تصویروں و مجسموں کی شرعی حیثیت	۴۳	نماز کی تعلیم و تربیت
۱۰۳	شرعا جائز تصویریں و مجسمے	۴۵	مہرمات سے بچنے کی تلقین
۱۰۵	کیا تمباکو نوشی جائز ہے؟	۴۸	حجاب و ستر پوشی
۱۰۷	داڑھی بڑھانا ضروری ہے	۵۰	اخلاق و آداب
۱۰۸	والدین کے ساتھ حسن سلوک	۵۳	تربیت جماد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## پیش لفظ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد  
الانبياء والمرسلين سيدنا محمد وعلى آله وصحبه اجمعين وبعدي

چونکہ نیک اولاد کسی بھی انسان کے لئے بیش بہا قیمتی سرمایہ اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے گراں قدر عطیہ ہوتا ہے۔ اس لئے والدین کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ جہاں اپنے بچوں کی بہتر نشوونما کے لئے صحیح نگہداشت و پرورش کا سوچتے ہیں وہاں ان کو چاہئے کہ وہ بچوں کی درست خطوط پر تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں بھی اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔ کیونکہ اگر آج ان پیارے اور لاڈلے بچوں کو پاکیزہ اخلاق اور نیک خصال سے آراستہ کر دیا جائے گا تو یقیناً آج کی یہ معصوم کلیاں مستقبل میں گلستان حیات کی خوبصورتی اور اس کی رونق کو دوبالا کرنے کا باعث ہوں گی اور اگر خدا نخواستہ اپنے پیش دنیا کی فکر میں بدست ہوا کر ان کی تربیت کا معاملہ لاپرواہی پن کی نذر ہو گیا تو آنے والا دن یقیناً والدین کے لئے بڑا اذیت ناک اور سوہان روح ہو گا۔

اپنی اولاد کی تربیت کے معاملہ میں سرد مہری کا مظاہرہ کرنے والوں کو کل قیامت کے روز جو کرناک صورت حال پیش آسکتی ہے اس اہل ایمان کو محفوظ رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے پہلے سے آگاہ کر دیا ہے تاکہ وہ اپنی فکر کے ساتھ ساتھ اپنے اہل و عیال اور اپنی آل اولاد کو عذاب الہی میں گرفتار ہونے اور دوزخ کا ایندھن بننے سے بچانے

کی بھی فکر کر سکیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

« يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِبْكُمْ نَارًا وَقْوُدْهَا  
النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ » (سورة التحريم)

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچالو۔ وہ ایسی آگ ہے جس کا ایندھن لوگیا اور پتھر ہوں گے۔

اور اہل ایمان کی حالت یہ ہے کہ وہ اپنی اولاد کے بارہ میں ایک لمحہ کے لئے بھی کسی طور غفلت کا شکار نہیں ہوتے بلکہ وہ ہمیشہ اپنے حقیقین کی آخرت کی فکر میں رہتے ہیں کہ ان میں سے کوئی ایک بھی شیطان کی راہ کو اختیار نہ کرنے پائے۔ سورہ طور میں « قَالُوا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ » (اور اس سے پہلے ہم اپنے اہل و عیال کے انجام کے بارہ میں ڈرنے والے تھے) اولاد کے بارہ میں ان کی اسی بے قراری اور ان کے فکر و اندیشہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

جناب فضیلہ الشیخ محمد بن جمیل زعیو۔ حنفی اللہ۔ کا بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں ”کیف نوری اولادنا“ نامی کتابچہ گو بہت مختصر ہے لیکن اپنی افادت کے اعتبار سے بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ اسی جذبہ کے تحت ہم اس کا ترجمہ کر کے قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ انشاء اللہ العزیز یہ کتابچہ جہاں اسلامی لٹریچر میں گراں قدر اضافہ کا باعث ہو گا وہاں بچوں کی اسلامی خطوط پر تربیت کے ضمن میں بھی اہم کردار ادا کرے گا۔

مترجم

حافظ خالد حیات محمود

مدیر عام

جامعہ تعلیم القرآن والحدیث للبنات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حدیث نبوی ہے:

«اتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْبُدُوْهُ فِیْ اَوْلَادِكُمْ» (متفق علیہ)

اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان عدل و انصاف سے کام لو۔

# هَدِيَا

میں یہ کتابچہ ایسے والدین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں جو اپنے بچوں کو سعادت مند بنانا چاہتے ہیں۔

ایسے اساتذہ و معلمات کے نام ہدیہ کرتا ہوں جو اپنے شاگردوں کے لئے بہترین نمونہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ایسے طلباء و طالبات کے لئے خاص کرتا ہوں جو کامیابی سے ہمکنار ہونا چاہتے ہیں۔

یہ کتابچہ والدین اور ان کے بچوں میں سے ہر ایک کی خدمت میں اس خواہش کے ساتھ پیش کرتا ہوں کہ اللہ رب العزت میری اس حقیر سی کاوش کو اپنی رضا کا زریعہ بنائے اور پڑھنے والوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین!

محمد بن جمیل زبو

دارالحدیث الخیریتہ

مکہ مکرمہ۔ سعودی عرب



## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

إن الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ، ونعوذ  
بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا ، من يهده الله  
فلا مضل له ، ومن يضلّل فلا هادي له . . . أما بعد :

بچوں کی تربیت کا مسئلہ اس لحاظ سے نہایت اہمیت کا حامل ہے کہ  
اس پر نہ صرف یہ کہ والدین اور بچوں میں سے ہر ایک کی تمام تر مصلحتوں  
اور منفعتوں کا انحصار ہے۔ بلکہ قوم و ملت کے لئے درخشاں مستقبل کے  
حصول کا بھی یہی ایک واحد و منفرد ذریعہ ہے۔ تربیت اولاد کے انہی بے  
شمار مصالح کے پیش نظر جہاں اسلام نے اس کا خصوصیت کے ساتھ اہتمام  
کیا ہے وہاں یہ مسئلہ ان تمام علماء تربیت اور معماران اقوام کی خصوصی  
دلچسپی کا بھی موضوع رہا ہے جن کے آقا و سرور، 'مہربی کبیر حضرت محمد کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہیں۔ خدائے بزرگ و برتر کی طرف  
سے آپ کی بعثت کا مقصد ہی یہی تھا کہ آپ ہر دو والدین اور بچوں کو علم و  
عرفان کی دولت سے مالا مال کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی اس طور پر  
رہنمائی فرمائیں کہ وہ دنیا و آخرت میں سعادت مندی و کامرانی سے بہرہ ور  
ہو سکیں۔

تربیت کے ضمن میں اسلام نے جس گہری دلچسپی کا اظہار کیا ہے  
اسی کا یہ اثر ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم (جس میں ہماری اصلاح و  
دستی اور فلاح و کامیابی کے تمام اصول و ضوابط رکھے دیئے گئے ہیں) میں

اللہ تعالیٰ نے ایسے قصص و واقعات کو بیان فرمایا ہے جن پر اگر غور کیا جائے تو وہ بچوں کی تربیت کے حوالہ سے نہایت مفید و کارآمد ثابت ہو سکتے ہیں۔ قرآن حکیم کے بیان کردہ ان واقعات میں سے حضرت لقمان حکیم علیہ السلام کا واقعہ ہے جس میں وہ اپنے بیٹے کو ایسی پر مغز اور نفع بخش نصیحتوں سے نوازتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں جو بچوں کی تربیت کے ضمن میں نہایت اہم اور ان کے لئے دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی کی بنیاد فراہم کرنے میں نہایت اہمیت کی حامل ہیں۔ دوسری جانب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرتے ہوئے آپ دیکھیں گے کہ آپ بھی تربیت اولاد کی اہمیت کا گہرا احساس رکھنے کی وجہ سے اپنے چچا زاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے دل میں عقیدہ توحید کی جڑوں کو ان کے عمد طفولیت سے ہی مضبوط و مستحکم کرنے کے لئے کوشاں نظر آتے ہیں۔

زیر نظر کتاب میں قاری کو یہ تمام چیزیں نہایت تفصیل کے ساتھ دیکھنے کا موقع ملے گا۔ اس کے علاوہ اس کتاب میں والدین اور بچوں میں سے ہر ایک کے دوسرے پر عائد ہونے والے ان حقوق و فرائض کو بھی مفصل طور پر بیان کر دیا گیا ہے۔ جن کا ادا کرنا ان میں سے ہر ایک کے لئے ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہوں کہ وہ اس کتابچے کو قارئین کے لئے نفع بخش اور کارآمد ہونے کا اعزاز بخشے کے علاوہ اسے محض اپنی رضا جوئی و خوشنودی کا بھی باعث بنائے۔

محمد بن جمیل زینو

## حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کو پسند و نصیحت

سورۃ لقمان میں حق باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ بِعِطْفِهِ} «لقمان ۱۳»

اور یاد کرو جب کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے اس کو نصیحت کرتے ہوئے کہا۔

اس کے بعد اللہ بزرگ و برتر نے حضرت لقمان حکیم علیہ السلام کے الفاظ میں ان مفید و نفع بخش پسند و نصائح کو یوں بیان فرمایا ہے:

(۱) {مَا بَتِيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ ، إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ} «لقمان ۱۳»

اے میرے بیٹے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیو۔ بیشک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی بندگی بجالانے میں کسی کو بھی اس کا ساتھی اور سا جھی بنانے سے بچو۔ اور اللہ کے سوا مردہ یا آنکھوں سے او جھل و پوشیدہ لوگوں سے دعائیں کرنا، ان کو پکارنا اور ان سے فریاد کناں ہونا شرک فی العبادۃ کے زمرے میں آتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

{الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ} «رواہ الترمذی وقال حسن صحیح»

(یعنی دعا ہی عبادت ہے) کہہ کر اسی حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

اور جب یہ آیت نازل ہوئی :

(الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ) «الأنعام»

(یعنی وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ مخلوط نہیں کیا)

تو اس وقت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر اس آیت کا نزول نہایت شاق و گراں گذرا۔ چنانچہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اِنَّا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهُ؟ (یعنی ہم میں سے کون ہے جو اپنے آپ پر ظلم نہ کرتا ہو)۔ تو اس کے جواب میں حضور آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(لَيْسَ ذَلِكَ ، اِنَّمَا هُوَ الشِّرْكَ ، اَلَمْ تَسْمَعُوا قَوْلَ لِقْمَانَ لِبَنِيهِ : يَا بَنِيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ ، اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ) «متفق علیہ»

یعنی یہ وہ عام ظلم نہیں بلکہ اس (آیت میں مذکور لفظ ظلم) سے مراد تو صرف شرک ہی ہے۔ کیا تم نے لقمان کا وہ قول نہیں سنا جس میں وہ اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے کہتے ہیں: اے میرے بیٹے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا۔ یقیناً شرک بت بڑا ظلم ہے۔ (بخاری مسلم)

(۷) {رَوَّوَصِينَا الْاِنْسَانَ بِالْوَالِدِيهِ حَمَلْتَهُ اُمُّهُ وَهَنَا عَلٰى وَهْنِ ،

فصَّالُهُ فِي عَامِيْنَ اَنْ اَشْكُرَ لِيْ وَلِوَالِدِيْكَ اِلَى الْمَصِيْرِ} «لقمان ۱۴»

اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے معاملے میں ہدایت کی۔

اس کی والدہ نے دکھ پر دکھ جمیل کر اس کو اپنے پیٹ میں اٹھائے رکھا۔

اور دو سال کی مدت میں اس کا دودھ چھڑاتا ہوا۔ کہ میرے شکر گزار رہو

اور اپنے والدین کے بھی شکر گزار رہو۔ بالآخر میری طرف ہی لوٹا ہے۔  
دیکھئے تو ماں اپنے بچے کو کس قدر مشقت کے ساتھ اپنے پیٹ میں  
ٹھائے رکھتی ہے۔ جب کہ باپ بچے کے تمام اخراجات برداشت کرنے کی  
زہم داری کو نبھانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتا۔ اس وجہ سے  
والدین کا اپنے بچے پر یہ حق ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری کے ساتھ  
ساتھ اپنے محسن والدین کے احسانات کا بھی شکر گزار ہو۔

(۳) وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا  
، وَصَاحِبَيْهِمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ، وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ،  
ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّتُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿لَقْمَان ۱۵﴾

اور اگر تیرے والدین تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ کسی  
ایسی چیز کو شریک بنا جس کے بارے میں تیرے پاس کوئی دلیل نہیں تو ان  
کی بات نہ مانو، اور دنیا میں ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے رہو  
۔ اور پیروی ان کے طریقہ کی کیجئے گا جو میری طرف رغبت رکھتے ہوں۔ پھر  
میری ہی طرف تمہارا لوٹنا ہے۔ اور تم جو کچھ بھی کرتے رہے ہو اس سے  
تم کو آگاہ کروں گا۔

www.KitaboSunnat.com

امام حافظ ابن کثیر اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے

ہیں۔  
«أَيُّ إِنْ حَرَصَا عَلَيْكَ كُلَّ الْحَرِصِ أَنْ تُتَابِعَهُمَا عَلَىٰ دِينِهِمَا ،  
فَلَا تُقْبَلُ مِنْهُمَا ذَلِكَ ، وَلَا يَمْنَعُ ذَلِكَ مِنْ أَنْ تُصَاحِبَهُمَا فِي الدُّنْيَا  
مَعْرُوفًا أَيُّ مُحْسِنًا إِلَيْهِمَا ؛ وَاتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُؤْمِنِينَ»

یعنی وہ تجھ کو اپنے دین کی اتباع پر مجبور کرنے کی غرض سے چاہے جس قدر بھی اصرار کریں ان کی اس بات کو کسی صورت بھی قبول نہ کر۔ اور یہ بات تجھ کو ان کے ساتھ دنیا میں اچھا برتاؤ کرنے سے کسی طور بھی مانع نہیں ہونی چاہیے۔ اور اہل ایمان کے طریقہ کی پیروی و اتباع برابر کرتے رہو۔

ہمارے خیال کے مطابق اس بات کی تائید تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ ذیل فرمان سے بھی ہوتی ہے۔

(لَا طَاعَةَ لَاحِدٍ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ)  
«متفق علیہ»

یعنی جس کام میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو اس میں کسی شخص کی بھی اطاعت جائز نہیں ہے کیونکہ اطاعت و فرمان برداری تو صرف نیکی کے کاموں میں ہی ہونی چاہیے۔

(۴) يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي جَعَلْتُ لَكُمْ آيَاتٍ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (۵) فِي السَّمَوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِيَنَّكَ اللَّهُ إِنَّا اللَّهُ لَطِيفٌ خَبِيرٌ  
«لقمان ۶۱»

اے میرے بیٹے کوئی عمل اگر رائی کے دانے کے برابر بھی ہو گا تو خواہ وہ کسی گھاٹی میں ہو یا آسمانوں میں ہو یا زمین میں ہو اللہ تعالیٰ اس کو حاضر کر لے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ نہایت ہی دقیق نظر اور باخبر ہے۔

امام حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

( أَيُّ إِنِّ الْمَظْلَمَةَ أَوْ الْخَطِيئَةَ لَوْ كَانَتْ مِثْقَالَ حَبَّةٍ  
خَرَدَلٍ أَحْضَرَهَا اللَّهُ تَعَالَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِينَ يَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ  
وَجَازَىٰ عَلَيْهَا إِنْ خَيْرًا فَخَيْرٌ ، وَإِنْ شَرًّا فَشَرٌّ . )

یعنی کوئی ظلم و زیادتی یا گناہ و لغزش خواہ وہ رائی کے دانے کے برابر ہی کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز جس وقت عدل و انصاف کے ترازو قائم فرمائے گا اس کو حاضر کر لے گا۔ پھر قوانین عدل کے عین مطابق جزا و سزا کا اہتمام فرمائے گا۔

(۵) [يَا بَنِيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ]

اے میرے بیٹے نماز قائم کرو۔

اقامت نماز سے مراد نماز کے ارکان و واجبات کو پورے خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرنا ہے۔

(۶) [وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ]

اور نیکی کا حکم دو، اور برائی سے روکو

اس کام کو حکیمانہ انداز میں نہایت پیار اور نرمی کے ساتھ سر انجام دینا ضروری ہے۔

(۷) [وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ]

اور جو مصیبت تمہیں پہنچے اس پر صبر کرو۔

حضرت لقمان علیہ السلام نے اس وصیت سے پہلے اپنے بیٹے کو

چونکہ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی ہدایت کی تھی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اس بات کا بھی بخوبی علم رکھتے تھے کہ جو شخص بھی نیکی کو پھیلانے کے لئے جدوجہد کرے گا، یا برائی کے خلاف برسرِ پیکار رہے گا اس کو مصائب و آلام سے ہر صورت میں نبرد آزما ہونا ہی پڑے گا اس لئے انہوں نے موقع کی مناسبت سے پہلی وصیت کے ساتھ ہی مبروہ محل سے کام لینے کی تلقین بھی فرمادی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی اس سلسلہ میں ارشاد ہے:

(الْمُؤْمِنُ الَّذِي يُخَالِطُ النَّاسَ وَيَصْبِرُ عَلَىٰ أَذَاهُمْ ، أَفْضَلُ مِنَ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يُخَالِطُ النَّاسَ وَلَا يَصْبِرُ عَلَىٰ أَذَاهُمْ)  
 صحیح رواہ احمد وغیرہ ۱

یعنی وہ مومن جو لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے اور انکی جانب سے بچنے والی تکالیف و پریشانیوں پر کبیدہ خاطر ہونے کی بجائے مبروہ محل کا مظاہرہ کرتا ہے وہ اس مومن سے بہتر ہے جو لوگوں سے الگ تھلک رہتا ہے اور ان کی جانب سے بچنے والے رنج و الم پر مبروہ محل کا مظاہرہ نہیں کرتا۔

(۸) (وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ)

اور لوگوں سے بے رنجی نہ کر

آیت کے اس حصہ کی تفسیر کرتے ہوئے امام حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

(لَا تُعْرِضُ بِوَجْهِكَ عَنِ النَّاسِ إِذَا كَلِمَتَهُمْ أَوْ كَلِمُوكَ احْتِقَارًا مِنْكَ لَهُمْ ، وَاسْتِكْبَارًا عَلَيْهِمْ ، وَلَكِنْ أَلِنْ جَانِبَكَ وَابْسُطْ وَجْهَكَ إِلَيْهِمْ )



یعنی ایسے وقت میں جب تم لوگوں کے ساتھ گفتگو کر رہے ہو یا وہ تمہارے ساتھ ہمکلام ہو رہے ہوں تو ان کو اپنے سے کم مرتبہ اور اپنے آپ کو ان سے اعلیٰ و ارفع تصور کرتے ہوئے ان سے روگردانی مت کیجئے۔ بلکہ ان کے لئے ہمیشہ اپنے دل میں نرم گوشہ اختیار کئے رکھیے۔ اور ان کے ساتھ خندہ پیشانی و کشادہ روئی سے پیش آتے رہیے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سلسلہ میں ارشاد ہے:

«تَبَسُّمُكَ فِيهِ وَجِبَةُ أُخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ» «صحیح رواہ الترمذی وغیرہ»

یعنی تمہارا اپنے بھائی کے سامنے مسکرا دینا بھی تمہاری طرف سے صدقہ ہی ہے۔

(۹) وَلَا تَمْسِسْ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا

اور زمین میں اکڑ کر نہ چل۔

یعنی اتراتے، ڈینگیں مارتے، شیمیاں بگھارتے اور غرور و سرکشی کے عالم میں حق و صداقت سے منہ پھیرتے ہوئے زمین پر مت چلو۔ اس قسم کا طرز عمل اختیار کرنے سے تمہیں باز رہنا چاہیے۔ کیونکہ اگر تم اس قسم کے رویہ سے باز نہیں آو گے تو یہ تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدگی و نفرت کا باعث بن جائے گا۔ اس قسم کے طرز عمل میں پائی جانے والی برائیوں اور قباحتوں سے اپنے دامن کو بچائے رکھنے کی مزید تاکید کے لئے حضرت لقمان علیہ السلام نے ساتھ ہی یہ فرمایا:

«إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ»

بیشک اللہ تعالیٰ کسی تکبر کرنے والے اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

امام حافظ ابن کثیر اس آیت کے الفاظ کے معانی کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

”مختال“ سے مراد ہر وہ شخص ہے جو غرور، تکبر اور گھمنڈ میں مبتلا ہو۔ اور ”فخور“ ایسے شخص کو کہتے ہیں جو اپنے آپ کو دوسروں پر فخر میں فوقیت و فضیلت دیتا ہو۔

(۱۰) [وَأَقْصِدْ فِي مَشْيِكَ]

اور اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر یعنی چلتے ہوئے میانہ اور اوسط درجہ کی ایسی رفتار اختیار کیجئے۔ جس میں قدم نہ تو آہستہ آہستہ رک رک کر اٹھ رہے ہوں اور نہ ہی ان کے اٹھنے میں ضرورت سے زیادہ عجلت و تیزی کا مظاہرہ کیا جا رہا ہو۔ بلکہ اس میں حد درجہ توازن و اعتدال ہونا چاہیے۔

(۱۱) [وَاعْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ]

اور اپنی آواز کو پست کرو یعنی گفتگو کرتے وقت مبالغہ آرائی سے کام مت لو۔ اور بلا ضرورت کڑک کڑک کر باتیں نہ کرو۔ اس کردار کی برائی و قباحت کو بیان کرنے کے لئے حضرت لقمان علیہ السلام نے مزید کہا:

[إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ]

بے شک سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور مکروہ آواز گدھے کی آواز ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں مذکورہ آیت کی تشریح کرتے ہوئے امام مجاہد کا یہ قول نقل کیا ہے:

قال مجاهد : إن أقيح الأصوات لصوت الحمير : أي غاية من رفع صوته أنه يُشبه بالحمير في علوه ورفعه ، ومع هذا موبغض إلى الله ، وهذا التشبيه بالحمير يقتضي تحريمه ذمه غاية الذم

بیشک سب سے بھدی اور بری آواز گدھوں کی آواز ہے۔ اور اپنی آواز کو بلا ضرورت بلند کرنے والے شخص سے متعلق زیادہ سے زیادہ جو بات کسی جا سکتی ہے وہ یہی ہے کہ اس کو آواز کے بلند اور اونچا کرنے کی وجہ سے گدھوں سے تشبیہ دے دی جائے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں نہایت مبغوض اور غیر پسندیدہ انسان بھی ہے۔ اور گدھوں کے ساتھ ایسے شخص کو دی گئی تشبیہ کا تقاضا تو برہمال یہی ہے کہ بلا ضرورت آواز کے بلند کرنے کو حرام اور انتہائی قابل مذمت طرز عمل خیال کیا جائے

اس کے علاوہ اس سلسلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات گرامی بھی نہایت واضح ہیں:

(۱) (لَيْسَ لَنَا مَعْلُ السَّوَةِ ، الْعَائِدُ فِي هَيْبَتِهِ كَالْكَلْبِ بَعُوْدُ

« رواه البخاري »

فِيهِ قَيْبُهُ

دو ہم مسلمان بری مثالوں کے صداق نہیں ہیں۔ اپنے ہمہ کی طرف لوٹنے والا (کسی چیز کو عنایت کر کے پھر اس کی واپسی میں دلچسپی لینے والا) بالکل اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے کی طرف لوٹتا ہے۔ (یعنی قے کرنے کے بعد اسے کھا لیتا ہے)

ب - إذا سمعتم أصوات الدببۃ ، فسلوا الله من فضله ؛ فإنها رأت ملكاً ، وإذا سمعتم نهيق الحمار فتموذوا بالله من الشيطان ، فإنها رأت شيطاناً ( متفق عليه ،  
 وانظر تفسير ابن كثير ج ۳ / ۴۴۶ )

(ب) جب تم مرغ کی آواز (آذان) سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کرو، کیونکہ اس نے اس وقت فرشتے کو دیکھا ہوتا ہے۔ اور جب تم گدھے کے ریگنے کی آواز سنو تو شیطان کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو۔ کیونکہ اس وقت گدھے نے شیطان کو دیکھا ہوتا ہے۔ (دیکھئے تفسیر ابن کثیر ۳ ص ۴۴۶) (۱)

(۱) امام مجاہد رحمہ اللہ آیت کریمہ ”والغرض من صوتک این أتکرو الأصوات لصوت الحمير الخ“ کی تفسیر کے ضمن مذکورہ دونوں حدیثوں سے یہ استدلال کرنا چاہتے ہیں کہ اگر شریعت اسلامیہ میں کسی فعل، حرکت یا طرز عمل کو کسی قبیح اور بری چیز کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہو یا اس کی تصویر کشی اس طرح کی جائے کہ وہ کسی برے اور مکروہ قسم کے منظر کی عکاسی پیش کر رہی ہو تو اس سے اس فعل، حرکت یا طرز عمل کے حرام و قابل مذمت ہونے کا پتہ چلتا ہے (مترجم)

## مذکورہ آیات سے چند اہم مسائل کا استنباط

(۱) باپ کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ اپنے بیٹے کو ایسی نصیحتوں سے نوازتا رہے جو اس کے لئے دنیا و آخرت میں نفع بخش، سودمند اور کار آمد ثابت ہو سکتی ہوں۔

(۲) نصیحت کی ابتدا توحید پر قائم رہنے کی تلقین اور شرک سے بچنے کی تنبیہ سے ہونی چاہیے۔ کیونکہ اللہ کے ساتھ شرک اتنا بڑا ظلم ہے کہ وہ تمام اعمال کو غارت کر کے رکھ دیتا ہے۔

(۳) اللہ رب العزت کی عطا کی ہوئی نعمتوں پر جس طرح اس کا شکر ادا کرنا ضروری ہے اسی طرح والدین کے احسانات اور ان کی جانب سے ملنے والے پیار و محبت کے مقابلے میں اظہار تشکر کے طور پر ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا اور ان سے خوشگوار تعلقات کو قائم و دائم رکھنا بھی ضروری ہے۔

(۴) لیکن یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ ذیل ارشاد گرامی کی روشنی میں والدین کی اطاعت و فرمان برداری ہر اس کام میں واجب ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا احتمال نہ ہو چنانچہ اس سلسلہ میں فرمان نبوی ہے:

«لَا طَاعَةَ لِأَحَدٍ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ»  
«رواہ البخاری»

یعنی جس کام میں اللہ رب العزت کی نافرمانی ہو اس میں کسی کی بھی اطاعت نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ دوسروں کی اطاعت تو صرف نیکی کے کاموں میں ہی ہے۔

(۵) توحید پرست اہل ایمان کے طریقہ کی پیروی ضروری ہے۔ جب کہ بدعتیوں کے آثار اور ان کے طور طریقوں کی اتباع ناجائز و حرام ہے۔

(۶) پوشیدہ اور ظاہر، ہر حالت میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ نیکی چاہے کتنی معمولی ہی کیوں نہ ہو اسے کسی صورت بھی ہلکا خیال کر کے چھوڑنا نہیں چاہیے۔ اسی طرح کسی برائی کو چھوٹی برائی تصور کر کے اس کے اجتناب سے کوتاہی ہرگز نہیں برتنی چاہیے۔

(۷) نماز کو مکمل یکسوئی کے ساتھ اس کے جملہ ارکان و واجبات سمیت ادا کرنا چاہیے۔

(۸) دوسروں کو نیکی کی دعوت دینے اور انہیں برائی سے باز رکھنے کی کوشش نہایت ضروری ہے۔ اس کام کو جس قدر بھی علمی روشنی کی مدد سے اور لطف و پیار سے سرانجام دیا جائے گا اتنا ہی بہتر ہو گا۔ اس مسئلے کی اہمیت کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے  
(مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ) «رواہ مسلم»

تم میں سے جو کوئی کسی برائی کو دیکھے اسے اپنے ہاتھ سے ہٹا دے

- پس اگر اس کے لئے برائی کو ہاتھ سے ہٹانا ممکن نہ ہو تو اپنی زبان سے اس کے خلاف آواز بلند کرے۔ پس اگر یہ بھی ناممکن ہو تو پھر کم از کم اسے اپنے دل سے ضرور برا جانے۔ اور یہ ایمان کا سب سے کمزور پہلو ہے۔

(۹) نیکی کا پرچار کرنے اور برائی سے دوسروں کو باز رکھنے والے شخص کو اپنے اس راستے میں جس قدر بھی نامساعد حالات اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑے اسے اس پر صبر کرنا چاہیے۔ اور یہ بات یقیناً عزیمت کے کاموں میں سے ہے۔

(۱۰) چال میں تکبر، فخر اور غرور کے انداز کو اختیار کرنا حرام ہے۔

(۱۱) رفتار میں اعتدال و میانہ روی کا پایا جانا ضروری ہے۔ کیونکہ اسلامی نقطہ نگاہ سے رفتار نہ تو بہت زیادہ تیز ہونی چاہیے اور نہ ہی اسے حد درجہ سست روی کی وجہ سے مرل بنا دینا چاہیے۔

(۱۲) ضرورت سے زیادہ آواز کو بلند کرنے کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔ کیونکہ ایسا طرز عمل انسانوں کی عادات سے ملنے کی بجائے گدھوں کی عادات سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔

## محسن انسانیت کی بچوں کو چند مفید نصیحتیں

امام ترمذی نے اپنی جامع میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک حسن صحیح حدیث نقل کی ہے جس میں آپ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر بیٹھا تھا کہ آپ نے مجھے مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: اے نوجوان! میں تمہیں کام کی چند باتیں سکھاتا ہوں:

(۱) اِحْفَظِ اَللّٰهَ يَحْفَظِكَ

یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ کے احکام بجالاؤ اور اس کے منع کردہ کاموں کے ارتکاب سے بچو تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں تمہارا ہر طرح سے خیال رکھے گا۔

(۲) اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تَجَاهَكَ

یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود کی حفاظت اور اس کے عائد کردہ حقوق کی ادائیگی کا پورا پورا خیال رکھو تو اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کی اصلاح فرمائے گا اور تم اپنی مدد کے لئے اسے ہر آڑے وقت میں تائید و نصرت سیت اپنے سامنے پاؤ گے۔

(۳) اِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰهَ وَاِذَا اسْتَعْتَمْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ

جب تم کچھ مانگنا چاہو تو بس اللہ ہی سے مانگو، اور جب تم مدد طلب کرو تو صرف اللہ ہی سے مدد طلب کرو۔



اس سے مقصود یہ ہے کہ جب تمہیں دنیا و آخرت کے کاموں میں سے کسی کام سے متعلق مدد درکار ہو تو اس کے لئے تمہیں صرف اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے اپنے ہاتھوں کو پھیلانا چاہیے۔ اور خاص طور پر ایسے کاموں کے لئے تو صرف اور صرف اسی کی طرف رجوع کرنا چاہیے جن میں اس کے سوا کوئی بھی تعاون و مدد کرنے کی طاقت و قدرت نہیں رکھتا۔ جیسے کہ بیماری سے شفا اور رزق میں کشادگی کی خواہش و طلب وغیرہ کے مسائل ہیں۔ کیونکہ ان مسائل کا تعلق ایسے امور کے ساتھ ہے جن کو اللہ رب العزت نے صرف اور صرف اپنی ذات کے ساتھ ہی خاص کر رکھا ہے۔

(امام نووی اور امام عیسیٰ نے اس سے یہی معنی مراد لیا ہے)

وَأَعْلَمُ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوْ اجْتَمَعَتْ عَلَىٰ أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ ، وَإِنْ اجْتَمَعُوا عَلَىٰ أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ .

اور اچھی طرح جان لو کہ اگر امت کے تمام افراد اکٹھے ہو کر تجھے کچھ فائدہ پہنچانا چاہیں تو تجھے صرف اسی چیز کا ہی فائدہ پہنچا سکیں گے جس کو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے پہلے سے لکھ رکھا ہے۔ اور اگر وہ سارے مل کر تجھے کسی نقصان سے دوچار کرنے پر قائل جائیں تو وہ تجھے صرف اسی چیز میں ہی نقصان پہنچا سکتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے پہلے سے مقدر کر رکھا ہے۔

(رُفِعَتِ الْأَنْفَالُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ)

(۵۱)

«رواه الترمذی وقال حسن صحیح»

قلم اٹھائے گئے ہیں اور اوراق خشک ہو چکے ہیں۔

لیکن اس سلسلہ میں یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ ”توکل علی اللہ“ کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ انسان صرف یہ سوچ کر ہی ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہے کہ چونکہ ہر آدمی کا مقدر تو روز اول سے ہی اللہ تعالیٰ کی جانب سے لکھا جا چکا ہے۔ اور اب جبکہ اس میں کسی قسم کی تبدیلی کا بھی کوئی امکان نہیں ہے تو اس صورت میں اس کے لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے سامنے تسلیم و رضا کا پیکر بن جائے اور اپنے حالات کو مادی اسباب کے ذریعہ درست کرنے کی بجائے صرف اعتماد الہی کی بنیاد پر اپنی ہر قسم کی جدوجہد سے کنارہ کشی اختیار کر لے۔ بلکہ ”توکل علی اللہ“ کا مفہوم تو یہ ہے کہ ظاہری و مادی اسباب کو اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی ذات بزرگ و برتر پر اپنے اعتماد و بھروسہ کا بھرپور اظہار کیا جائے۔ کیونکہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونٹنی کے مالک سے ارشاد فرمایا تھا۔ ”اعقلها وتوکل“ یعنی پہلے اس کے زانو کو باندھو پھر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کا اظہار کرو۔ (امام ترمذی نے اس حدیث کو روایت کرتے ہوئے حسن کہا ہے)

جامع ترمذی کے علاوہ حدیث کی دوسری کتابوں میں مندرجہ ذیل

نصیحتوں کا بھی اضافہ ہے:

(۶) (تَعَرَّفْ إِلَى اللَّهِ فِي الرَّخَاءِ بِعَرَفِكَ فِي الشَّدَةِ

یعنی اگر خوش حالی و آسودگی کے ایام میں تم اللہ تعالیٰ کے حقوق کو

ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے بندوں کے حقوق کو بھی پورا کرنے کی

پوری پوری کوشش کرتے رہو تو اللہ تعالیٰ تمہاری نجات کی راہیں ایسے وقت میں دافرمائے گا جب تم ہر طرف سے بدحالی و درماندگی میں گھر چکے ہو گے۔

(۷) **وَاعْلَمُ أَنْ مَا أَهْطَاكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبِكَ ، وَمَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيَخْطُبَكَ**

اور خوب جان لو کہ جس چیز سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں محروم کر دیا ہے وہ چیز تمہیں کسی صورت بھی حاصل نہیں ہو سکے گی۔ اور اگر وہ تمہیں کسی چیز سے بہرہ مند کرنے کا ارادہ کر چکا ہے تو اس چیز کے تمہارے پاس پہنچنے میں کوئی مہض بھی کسی قسم کی رکاوٹ پیدا کرنے کی قطعاً طاقت و ہمت نہیں رکھتا۔

(۸) **وَاعْلَمُ أَنَّ النَّصْرَ مَعَ الصَّبْرِ**

اور خوب جان لو کہ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت صرف صبر و تحمل اور برداشت کے ذریعہ ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

یعنی دشمن ہو یا نفسانی خواہشات و جذبات ، دونوں کا سرکچلنے اور ان پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے تائید الہی کے حصول کا واحد ذریعہ صبر و تحمل اور ثبات و برداشت ہی ہے۔

(۹) **وَأَنَّ الْفَرَجَ مَعَ الْكَرْبِ ،**

اور بیشک ہر تنگی کے بعد کشادگی بھی ہے۔

یعنی اس بات کا یقین کر لو کہ اگر مومن جملائے رنج و الم ہوتا ہے

تو اس کے بعد اسے مسرت و شادمانی کا دور دیکھنا بھی ضرور نصیب ہوتا ہے۔  
(۱۰) وَأَنْ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا) «حسنہ محقق جامع الأصول بشواہد»

اور یقیناً ہر مشکل کے ساتھ آسانی بھی ہے۔  
یعنی اگر مسلمان کو کبھی تنگی و عسرت کے ایک کٹھن مرحلہ سے گزرتا پڑتا ہے تو اسے اس کے بعد یقیناً سہولت و فراخی کے بھی کئی ایک مراحل میسر آئیں گے۔

### حدیث سے ماخوذ چند اہم فوائد

(۱) سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بچوں سے بے پناہ الفت و محبت کے اظہار کا بیان 'اپنے چچا زاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباس کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھانا اور ان کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے پیار بھرے انداز میں "یا غلام" اے نوجوان! کہہ کر آواز دینا۔

(۲) بچوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرماں برداری کی تلقین اور اس کی نافرمانی کے ارتکاب سے بچنے کی تہنید کرتے رہنا یقیناً ان کو دنیا و آخرت میں سعادت مندی سے بہرہ ور کرنے کا اہم ذریعہ ہے۔

(۳) اگر کوئی بندہ مومن آسودگی و فراخی، صحت و تندرستی اور توکمری و خوشحالی میں اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق و فرائض کی ادائیگی کا خیال رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایسے حالات میں نجات کی

راہیں کھول دے گا جب وہ ہر طرف سے شائد و محسن اور مصائب و آلام میں گھرچکا ہو گا۔

(۴) والدین اور اساتذہ 'دونوں کا فرض ہے کہ وہ بچوں کے دلوں میں عقیدہ توحید کو اس طور پر راسخ و مضبوط کر دیں کہ جب بھی انکے دل میں کسی چیز کی طلب و خواہش پیدا ہو یا ان کو کسی معاملہ میں استعانت و مدد درکار ہو تو وہ اس کے لئے صرف اور صرف رب کائنات کے حضور ہی اپنے ہاتھوں کو پھیلائیں۔

(۵) بچوں کے دل میں عقیدہ ایمان کو بھی نہایت مستحکم بنیادوں پر استوار کرنے کی ضرورت ہے اس سلسلے میں یہ بات ان کے علم میں لانی چاہیے کہ ایمان بالقدر (یعنی تقدیر پر ایمان لانا چاہے وہ تقدیر انسان کے حق میں اچھی ہو یا بری) ایمان کے ارکان میں سے ایک رکن ہے۔

(۶) سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی (وَأَعْلَمُ أَنْ

النُّصْرَ مَعَ الصَّبْرِ وَأَنَّ الْفَرْجَ مَعَ الْكُرْبِ وَأَنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا) یعنی خوب جان لو کہ خدا کی تائید و نصرت صبر و تحمل کے ساتھ ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ اور ہر تنگی کے بعد کشادگی ہے اور ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے) کی روشنی میں بچوں کی تربیت ایسے طور پر ہونی چاہیے کہ وہ اپنے ہر کام کے نیک انجام سے متعلق پر امید ہوں کیونکہ اس طرح وہ صرف یہی نہیں کہ آنے والے دنوں کے خطرات کا مقابلہ نہایت شجاعت و جوانمردی اور قوی و ملی بھرپور جذبوں کے ساتھ کرنے کے قابل ہو سکیں گے بلکہ ان کا وجود امت اسلامیہ کے لئے نہایت مفید و کارآمد بھی ثابت ہوگا۔

## ارکان اسلام

صحیح بخاری و صحیح مسلم کی روایت میں رسالت ماب صلی اللہ علیہ

و سلم کا ارکان اسلام کے بارے میں ارشاد ہے۔

بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ

یعنی اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔

(۱) «شَهَادَةٌ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں جن کی اطاعت و فرمانبرداری خدا تعالیٰ کے دین (اسلام) کے جملہ تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے ضروری ہے۔

(۲) وَإِقَامِ الصَّلَاةِ

نماز کو اس کے تمام ارکان اور واجبات سمیت پورے خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرنا ہے۔

(۳) وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ

یعنی زکوٰۃ کو ادا کرنا اور یہ زکوٰۃ مسلمان پر اس وقت واجب ہو جاتی ہے جب وہ ۸۵ گرام سونا (تقریباً سو سات تولے) یا اس کے برابر نقد

روپے کا مالک ہو جائے۔ اس صورت میں اس کو اڑھائی فیصد کے حساب سے سال گزرنے پر زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔ نقد روپے کے علاوہ جن جن چیزوں پر زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے ان کے نصاب کا تعین بھی اسلامی تعلیمات کے ذریعہ کر دیا گیا ہے۔

### (۴) وَحَجِّ الْبَيْتِ

یعنی بیت اللہ کا حج کرنا، اور یہ ہر اس مسلمان پر فرض ہو جاتا ہے جو مکہ مکرمہ میں خدا کے گھر پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو۔

### (۵) وَصَوْمِ رَمَضَانَ

یعنی ماہ رمضان کے روزے رکھنا، اور روزہ کا مطلب یہ ہے کہ انسان روزے کی نیت سے طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے کے علاوہ روزہ کی دیگر تمام منافی چیزوں سے اپنے آپ کو باز رکھے۔

## ارکان ایمان

مسلم شریف کی روایت میں ارکان ایمان کی تفصیل کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی اس طرح ہے:

(۱) أَنْ تَوْمَنَ بِاللَّهِ :

یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات پر تیرا ایمان لانے کے ساتھ یہ عقیدہ رکھنا کہ جو جس طرح عبادت میں اپنا کوئی سا جہی یا شریک نہیں رکھتا اسی طرح

وہ اپنی جملہ صفات میں بھی یگانہ دیکھا ہے۔

(۲) وملائکتہ :

یعنی اللہ تعالیٰ کے فرشتوں پر ایمان لانا، یہ فرشتے نورانی مخلوق ہیں، جن کو حق تعالیٰ نے اپنے اوامر کی تنفیذ کا فریضہ سرانجام دینے کی خاطر پیدا فرمایا ہے۔

(۳) وکتبہ :

یعنی اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتابوں پر ایمان لانا، اور وہ کتابیں تورات، انجیل، زبور اور قرآن پاک کی صورت میں موجود ہیں۔ البتہ قرآن پاک کو ان تمام کتابوں میں افضل ترین کتاب ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

(۴) ورسولہ :

یعنی اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر ایمان لانا، سب سے پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔ جبکہ سب سے آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(۵) والیوم الآخر :

یعنی آخرت کے دن پر ایمان لانا، اور یہ وہ دن ہے جس میں لوگوں کے اعمال کا جائزہ لیا جائے گا اور کھل جانچ پڑتال کے بعد ان کو جزا یا سزا دی جائے گی۔



۶) وتؤمن بالقدّر خيره وشره :

یعنی قضاء و قدر پر راضی رہنا، چاہے وہ انسان کے حق میں بہتر ہو یا نہ ہو۔ کیونکہ کائنات میں جو کچھ بھی رونما ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور مشیت سے ہی رونما ہوتا ہے لیکن مادی اسباب کا اختیار کرنا اس ایمان کے ہرگز متافی نہیں ہے۔

## حق تعالیٰ عرش پر ہے

قرآن کریم، احادیث صحیحہ، عقل سلیم اور فطرت سلیمہ رب العزت کے عرش پر متمکن ہونے کی تائید کرتے ہیں۔  
(۱) ارشاد خداوندی ہے :

«الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى» (سورۃ طہ)  
یعنی وہ رحمان عرش پر بلند ہوا۔

اس میں بلندی و ارتفاع کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ بخاری شریف میں بعض تابعین سے مذکورہ آیت کریمہ کا یہی معنی و مفہوم نقل کیا گیا ہے۔  
(۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لونڈی سے پوچھا:

«أَيْنَ اللَّهُ؟ فَقَالَتْ فِي السَّمَاءِ، قَالَ مَنْ أَنَا؟ قَالَتْ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ، قَالَ: أَعْتَقَهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ» (رواہ مسلم)

یعنی اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا۔ آسمان پر، آپ نے پوچھا میں کون ہوں؟ وہ کہنے لگی آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ نے (اس کے آقا سے) کہا کہ اس کو آزاد کر دو یہ ایماندار عورت ہے۔

(۳) نماز ادا کرنے والا جب سجدہ ریز ہوتا ہے تو اس وقت کہتا ہے

«سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى»

پاک ہے میرا رب بہت بلند۔

اور جب نماز کے بعد دعا کرنا چاہتا ہے تو اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کرتا ہے۔

(۴) بچوں سے اگر آپ پوچھیں کہ اللہ تعالیٰ کہاں ہے تو وہ فطرت سلیمہ

کی بنیاد پر بے ساختہ جواب دیں گے کہ وہ آسمان پر ہے۔

(۵) ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

«وَهُوَ اللَّهُ فِي السَّمَوَاتِ . . .» (سورة الأنعام)

یعنی وہ اللہ آسمانوں پر ہے۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

«اتَّفَقَ الْمُفَسِّرُونَ عَلَى أَنَّنَا لَنَقُولُ كَمَا تَقُولُ الْجَهَنَّمِيَّةُ (فرقة ضالة) إِنَّ اللَّهَ فِي كُلِّ مَكَانٍ ! تَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يَقُولُونَ عَلَوًا كَبِيرًا !! (ومعنى في السموات: على السموات) لَكِنَّ اللَّهَ مَعَنَا وَبِرَأْسِنَا ، وَهُوَ فَوْقَ الْعَرْشِ .»

”تمام مفسرین کا اس بات پر اتفاق پایا جاتا ہے کہ ہم (اہل سنت) اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسا عقیدہ نہیں رکھتے جس طرح کا عقیدہ جمیہ (ایک گمراہ فرقہ) رکھتے ہیں۔ جن کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ (نعوذ باللہ) ہر جگہ موجود ہے (حالانکہ اللہ تعالیٰ کی ذات جس قسم کی یہ لوگ باتیں کرتے ہیں ان سے بالا و برتر ہے) ان کے مقابلہ میں ہمارا (اہل سنت) کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہونے کے ساتھ ساتھ ہماری آوازوں کو سنتا اور ہماری ہر حرکت کو دیکھتا ہے۔“

### نہایت دلچسپ واقعہ

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السَّلْمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : (وَكَانَتْ لِي جَارِيَةٌ تَرْعَى غَنَمًا لِي قَبْلَ «أَحَدٍ وَالْجَوَانِيَةِ» فَاطْلَعْتُ ذَاتَ يَوْمٍ ، فَإِذَا بِالسَّنْبِ قَدْ ذَهَبَ بِشَاةٍ مِنْ غَنَمِيهَا ، وَأَنَا رَجُلٌ مِنْ بَنِي آدَمَ أَسَفُ كَمَا يَأْسَفُونَ ، لَكِنِّي صَكَّخْتُهَا صَكًّا ، فَاتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَظَمَ ذَلِكَ عَلَيَّ ، قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، أَفَلَا أَعْتَقُهَا ؟ قَالَ : اثْنَيْيَ بِهَا ، فَقَالَ لَهَا : أَيُّنَ اللَّهُ ؟ قَالَتْ فِي السَّمَاءِ ، قَالَ : مَنْ أَنَا ؟ قَالَتْ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ ، قَالَ : أَعْتَقِيهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ) . «رواه مسلم وأبو داود»

حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری ایک لونڈی تھی جو میری بکریوں کو ”احد و جوانیہ“ پھاڑوں کے پاس چرایا

کرتی تھی۔ ایک دن میں نے دیکھا کہ ایک بھیڑیا اس کی بکریوں کے ریوڑ میں سے ایک بکری کو اٹھائے جا رہا ہے۔ چونکہ میں بھی بنی آدم کا ایک فرد ہی ہوں۔ عام لوگوں کی طرح مجھے بھی غصہ آ جاتا ہے۔ لہذا اس منظر کو دیکھ کر مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے اس لونڈی کو ایک زور دار طمانچہ دے مارا۔ پھر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت حاضر ہوا۔ آپ نے میری اس حرکت کو میرے لئے بہت بڑے گناہ کا موجب قرار دیا۔ میں نے کہا۔ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا میں اس لونڈی کو آزاد نہ کر دوں؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اس کو میرے پاس لے کر آؤ۔ تب آپ نے اس سے پوچھا۔ اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا۔ آسمان پر، آپ نے پھر پوچھا۔ میں کون ہوں؟ اس نے جواب دیا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ نے (مجھے مخاطب کر کے) فرمایا یہ ایماندار ہے اس کو آزاد کر دو۔

### حدیث سے ماخوذ اہم فوائد

۱۔ صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم) کا معمول تھا کہ ان کو جب بھی کوئی چھوٹی یا بڑی مشکل پیش آتی اس کے بارے میں حکم الہی کو جاننے کے لئے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا کرتے تھے۔

۲۔ مندرجہ ذیل فرمان الہی کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ہر قسم کے اختلافات کا فیصلہ کرانے کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ

دِیْنِیُّنَ لَیْزِمُنَّوْنَ حَتّٰی یُحَكِّمُوْکَ فِیْہَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا  
فِیْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَرُسُلُوْا تَسْلِیْمًا [سورۃ النساء]

اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے رب کی قسم یہ لوگ کبھی  
مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ تم کو اپنے اختلافات میں فیصلہ کرنے  
والا نہ مان لیں۔ پھر جو کچھ تم فیصلہ کر دو اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی  
محسوس نہ کریں۔ بلکہ سربر تسلیم کر لیں۔

۳۔ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کے صحابی کا اپنی  
لونڈی کو مارنا اس قدر گراں گزرا کہ آپ نے ایسی حرکت پر اپنی ناپسندیدگی  
کا اظہار فرماتے ہوئے اسے بہت بڑے گناہ کا کام قرار دیا۔

۴۔ آزادی کے لئے غلام یا لونڈی کا صاحب ایمان ہونا ضروری  
ہے۔ کسی انسان کو کفر کی حالت پر قائم رہتے ہوئے آزادی دینا شرعاً جائز  
نہیں ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈی کے مالک کو اسے  
آزاد کرنے کی اجازت دینے سے قبل اس کے ایمان کو جانچنے کے لئے اس  
سے مختلف نوعیت کے کچھ سوالات پوچھے تھے۔ اور جب آپ نے جان لیا  
کہ وہ ایمان دار عورت ہے تو اس کے مالک کو اسے آزاد کرنے کی اجازت  
مرحمت فرمادی اور اس سے یہ چیز خود بخود واضح ہو جاتی ہے کہ اگر وہ  
لونڈی کفر کی حالت پر ہی پائی جاتی تو یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی  
آزادی کے لئے حکم صادر نہ فرماتے۔

۵۔ کسی کے ایمان کو جانچتے وقت توحید باری تعالیٰ کے بارہ میں ضرور سوالات پوچھنے چاہئیں۔ اور یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے اپنے عرش پر بلند ہونے کا مسئلہ توحید سے متعلقہ ان اہم مسائل میں سے ہے جن کا جاننا نہایت ضروری ہے۔

۶۔ اُنَّ اللّٰہُ (اللہ کہاں ہے) کے الفاظ کے ساتھ سوال کرنا جائز ہے۔ چونکہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی الفاظ کے ساتھ لونڈی سے سوال کیا تھا اس لئے سوال کے اس انداز کو سنت طریقے کی حیثیت حاصل ہے۔

۷۔ اُنَّ اللّٰہُ (اللہ کہاں ہے) کے الفاظ کے ساتھ پوچھے گئے سوال کے جواب میں ”فِي السَّمَاءِ“ (آسمان پر ہے) کے الفاظ کے ساتھ جواب دینا درست ہے۔ کیونکہ رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال (اُنَّ اللّٰہُ) کے جواب میں جب لونڈی نے مذکورہ الفاظ (فِي السَّمَاءِ) کے ساتھ جواب دیا تو آپ نے اس کے جواب کو رد نہ فرما کر اس کے جواب کی درستی کی تصدیق فرمادی تھی۔

اس کے علاوہ ”فِي السَّمَاءِ“ کے الفاظ کے ساتھ جواب دینا قرآن مجید کے اس بیان کے بھی عین مطابق ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے بارہ میں ”فِي السَّمَاءِ“ (آسمان پر ہے) کے الفاظ ہی پائے جاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

{أَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمْ الْأَرْضَ} «سورة الملك»

یعنی کیا تم بے خوف ہو کہ وہ جو آسمان پھر ہے تمہیں زمین میں  
دھنسا دے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ "من فی السماء" (وہ جو  
آسمان پھر ہے) کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "ہواللہ" یعنی وہ جو  
آسمان پھر ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ہے۔

۸۔ یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ ایمان کی صحت و درستگی  
سرور دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی صداقت کو تسلیم  
کئے بغیر ممکن ہی نہیں۔

۹۔ یہ اعتقاد کہ "اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے" صحت ایمان کی دلیل  
ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے بارہ میں ایسا اعتقاد رکھنا ہر مومن کے لئے صحت  
ایمان کے پیش نظر ضروری بھی ہے۔

۱۰۔ اس حدیث میں ایسے شخص کے غلط نظریے کا رد بھی پایا جاتا  
ہے جو یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ (نعوذ باللہ) اپنی ذات کے ساتھ ہر جگہ موجود  
ہے۔ کیونکہ اس سلسلہ میں حق بات یہ ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی جو معیت  
و ہمراہی حاصل ہے وہ اس کی ذات کے ساتھ نہیں بلکہ اس کے علم کے  
ساتھ ہے۔

۱۱۔ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا لوحی کو بلا کر اس کے  
ایمان کی پرکھ کے لئے اس سے بعض سوالات پوچھنا اس بات کی دلیل ہے  
کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غیب کا علم (لوحی کے ایمان کا علم) نہ رکھتے

تھے۔ اس سے ان صوفیاء کا بھی رد ہو جاتا ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیب کا علم رکھتے تھے۔

## رسول پاک کی والدین اور بچوں کے نام چند اہم ہدایات

(۱) رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

قال رسول الله ﷺ: (كلکم راع ومسؤول عن رعیتہ ، فالامام راع ومسؤول عن رعیتہ ، والرجل راع في أهله وهو مسؤول عن رعیتہ ، والمرأة في بيت زوجها راعية ، وهي مسؤولة عن رعیتها ، والخادم في مال سيده راع وهو مسؤول عن رعیتہ )

متفق علیہ

تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور اس سے اس کے ماتحت لوگوں کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ چنانچہ حاکم نگران ہے اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھ گچھ کی جائے گی۔ آدمی اپنے زیر کفالت افراد کا پاسبان ہے اور وہ ان کے بارے میں جوابدہ ہوگا۔ عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگہبان ہے اس سے گھر کی نگرانی کے بارے میں پوچھ پانچھ کی جائے گی۔ اور ملازم اپنے آقا و مالک کے مال و متاع کا محافظ ہے اس سے مال و متاع کی حفاظت کے بارے میں استفسار کیا جائے گا۔

(۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول (صلی



اللہ علیہ وسلم) سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔

(أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدَاءً وَهُوَ خَلَقَكَ؟)

کہ سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ تو کسی کو اللہ تعالیٰ کا مد مقابل ٹھہرائے حالانکہ اسی ذات حق نے تجھے وجود بخشا ہے۔

میں نے عرض کیا کہ اس کے بعد پھر کونسا گناہ بڑا گناہ ہو گا؟

آپ نے فرمایا!

(أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشِيئَةً أَنْ يُطْعَمَ مَعَكَ)

کہ تو اپنے بچے کو محض اس خوف کی وجہ سے قتل کر دے کہ وہ تیرے ساتھ مل کر کھائے گا (اور تو سوچتا ہے کہ میں تنگدستی کی وجہ سے اسے کہاں سے کھلاؤں گا)

میں نے پھر استفسار کیا کہ اس کے بعد پھر کونسا گناہ سب سے بڑا گناہ ہو گا؟

آپ نے فرمایا!

(أَنْ تَرْتَبِي بِحَبْلِيئَةٍ جَارِكًا) «متفق علیہ»

کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ فحاشی کا ارتکاب کرے۔

(۳) نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے!

(اتَّقُوا اللَّهَ وَاعْدِلُوا فِي أَوْلَادِكُمْ) «متفق علیہ»

اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان ہر طرح سے (مال و

سزا کی تقسیم، عطیات و ہبات وغیرہ کی عنایت و بخشش میں) عدل و

انصاف کو قائم کرو۔

(۳) سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

«كُلُّ مَوْلُودٍ يُوَدُّ عَلَى الْفِطْرَةِ ، فَأَهْوَاهُ يَهُودَانِيَّةً ، أَوْ نَصْرَانِيَّةً ، أَوْ يَمَجْسَانِيَّةً ، كَمَاثَلِ الْبَيْهِيْمَةِ تُنْتَجِجُ الْبَيْهِيْمَةَ ، هَلْ تَرَى فِيهَا جَدْعًا»  
 «رواہ البخاری»

ہر بچہ فطرتِ سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے والدین ہی اس کو یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا ڈالتے ہیں۔ جس طرح کہ ایک چوپایہ پیدائش کے وقت صحیح و سلامت اور کامل التلقین چوپائے کو ہی جنم دیتا ہے (پھر اس کے بعد ہی اس کے کان کو کاٹا جاتا ہے) کیا تو نے ان جانوروں میں کوئی ایسا جانور بھی دیکھا ہے جو کان کٹا ہی پیدا ہوا ہو؟ (ایسا ہرگز نہیں ہوتا بلکہ کان کو پیدائش کے بعد ہی کاٹا جاتا ہے)

(۵) نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

«مِنَ الْكُفَّائِرِ شَتَمَ الرَّجُلِ وَالذَّبِيْهِ : يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ ، وَيَسُبُّ اُمَّهُ فَيَسُبُّ اُمَّهُ» «متفق علیہ»

آدمی کا اپنے والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ وہ اس طرح کہ جب وہ کسی دوسرے آدمی کے باپ کو گالی دے گا تو وہ بھی جواب میں اس کے باپ کو گالی دے گا۔ اسی طرح جب وہ دوسرے کی ماں کو برا بھلا کہے گا تو وہ بھی جواب میں اس کی ماں کو برا بھلا ہی کہے گا۔

(۶) ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر

ہو کر عرض کی کہ اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے حسن سلوک کا لوگوں میں سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ آپ نے جواب دیا:  
(أَمَلَك) تیری ماں ہے۔

اس آدمی نے دوبارہ عرض کیا! پھر کون ہے؟  
آپ نے ارشاد فرمایا:  
(أَمَلَك) تیری ماں ہے۔

اس نے سہ بارہ پوچھا پھر کون ہے؟  
آپ نے فرمایا:  
(أَمَلَك) تیری ماں ہے۔

اس نے چوتھی مرتبہ پھر آپ کی خدمت میں عرض کیا پھر کون ہے؟

آپ نے جواب دیا:  
(أَبُوک) تیرا باپ ہے۔ (بخاری و مسلم)

والدین اور استاد کی ذمہ داری

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

«يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا»

(سورة التحريم)

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔

ماں 'باپ' استاد اور سوسائٹی کا ہر فرد اللہ تبارک و تعالیٰ کے سامنے نسل انسانی کی تربیت کے بارہ میں جواب دہ ہے۔ ان لوگوں نے اگر نسل انسانی کو حسن تربیت سے آراستہ کر دیا ہو گا تو اس کی سعادت مندی کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کو بھی دنیا و آخرت میں سرخرویٰ حاصل ہو جائے گی اور اگر اسکی تربیت کے سلسلہ میں ذرا برابر بھی ان کی جانب سے کبھی قسم کی کوتاہی کا ارتکاب ہوا ہو گا تو نسل انسانی کی شقاوت و بدبختی کا بوجھ ان سب کی گردنوں پر ہو گا یہی وہ بات ہے جس کو حدیث شریف میں یوں بیان فرمایا ہے:

«كُلُّكُمْ رَاعٍ ، وَكُلُّكُمْ مَسْتَوِلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ» (متفق علیہ)

تم میں سے ہر ایک ذمہ دار و نھمان ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اسکی رعیت کے بارہ میں باز پرس ہوگی۔

پس وہ شخص جس نے اپنے آپ کو دوسروں کی تعلیم و تربیت پر لگا رکھا ہے اس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان میں بشارت و خوشخبری کی نوید ہے جس میں آپ فرماتے ہیں:

«فَوَاللَّهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ حُمْرِ

النَّعَمِ» (رواہ البخاری و مسلم)

بخدا اگر اللہ تعالیٰ تمہاری وجہ سے ایک آدمی کو بھی ہدایت سے نواز دے تو یہ تمہارے حق میں بہت سارے سرخ اونٹوں کے مالک بن جانے سے بھی بہتر ہے۔

اور والدین کے لئے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل صحیح حدیث میں بشارت سنائی گئی ہے:

« إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ : صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ » (رواہ مسلم)

جب انسان کو موت آتی ہے تو ہر قسم کے عمل کا تعلق اس سے کٹ جاتا ہے۔ مگر تین قسم کے اعمال ایسے ہیں جن سے اس کو برابر ثواب پہنچتا رہتا ہے اور وہ یہ ہیں۔

۱- صدقہ جاریہ

۲- علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں

۳- نیک اولاد جو اس کے لئے دعائے خیر کرتی رہے۔

اور دوسروں کی تربیت کے فریضہ کو سرانجام دینے والوں کو چاہیے کہ وہ سب سے پہلے اس اصلاحی کام کی ابتدا اپنے آپ سے کریں۔ اس لئے کہ بچوں کی نظر میں اچھائی صرف وہ ہے جس کو والدین اور اساتذہ سر انجام دیتے ہیں اور ہر وہ چیز ان کی نگاہ میں گھٹیا ہے جس کے ارتکاب سے والدین اور اساتذہ احتراز کرتے ہیں اور بلاشبہ استاد اور والدین کا بچوں کے سامنے اعلیٰ کردار پیش کرنا ان کی تربیت میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

## تعلیم و تربیت کے چند بنیادی اصول

بچوں کی تربیت کے ضمن میں مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا

چاہیے۔

(۱) بچے کو چھوٹی عمر میں ہی کلمہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ" کی صحیح ادائیگی کی تعلیم دینی چاہیے اور جب اس کی عمر بڑھی ہو جائے تو مذکورہ کلمہ طیبہ کا یہ معنی و مفہوم اس کے ذہن نشین کرانا چاہیے کہ "اللہ کے سوا کائنات میں کوئی سچا معبود نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔"

(۲) اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے ساتھ ایمان کے بیج کو بچپن ہی سے بچے کے دل میں بونٹنا چاہیے اور یہ بات اس کے ذہن میں بٹھاری جائے کہ اللہ تعالیٰ ہی تو ہے جو صرف اکیلا بغیر کسی معاون کے ہمیں پیدا کرنے والا، ہمارا روزی رسا اور پیش آنے والی مشکلات میں ہماری مدد فرمانے والا ہے۔

(۳) بچوں کے دل میں جنت کے حصول کا شوق پیدا کرنا نہایت ضروری ہے اور اس حلقے میں ان کو یہ بتایا جائے کہ جنت صرف اس کو ملے گی جو نماز ادا کرے، روزہ رکھے اور اپنے والدین کی اطاعت و فرمانبرداری کرے اور ہر وہ کام بجالائے جس کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہوں اسی طرح ان کے دلوں میں جہنم کی آگ کی ہولناکیوں اور وحشتوں

کا بھی خوف پیدا کرنا ضروری ہے اور یہ بات ان کے علم میں لانی چاہیے کہ جہنم میں صرف وہ شخص ہی جھوٹکا جائے گا جو نماز کی ادائیگی سے غفلت کا شکار ہوا۔ والدین کی نافرمانی کی۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو مول لیا۔ خدا تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کو چھوڑ کر انسانوں کے وضع کردہ نظاموں سے رہنمائی حاصل کی اور دھوکا، جھوٹ، سود اور دیگر ناجائز ذرائع سے لوگوں کے مالوں کو ہڑپ کیا۔

(۴) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچیرے بھائی کو تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا:

« إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ ، وَإِذَا اسْتَعْنَتْ فَاسْتَعْنِي بِاللَّهِ »

(رواہ الترمذی وقال حسن صحیح)

یعنی جب تمہیں کسی چیز کے متعلق سوال کرنا ہو تو صرف اللہ ہی سے سوال کرو اور اگر تمہیں مدد درکار ہو تو صرف اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کرو۔

مندرجہ بالا حدیث کے مطابق بچوں کو اس بات کی تعلیم دینی چاہیے کہ وہ اپنی تمام ضروریات اللہ تعالیٰ کے سامنے ہی پیش کریں اور مشکلات میں پھنس جانے کی صورت میں صرف اسی کے حضور اپنے ہاتھ پھیلائیں۔

## نماز کی تعلیم و تربیت

(۱) لڑکا ہو یا لڑکی دونوں کے لئے نماز کی تعلیم و تربیت کی ابتدا بچپن ہی سے کر دینی چاہیے تاکہ وہ بڑے ہو کر نماز کو پابندی کے ساتھ ادا کرنے کے عادی بن سکیں۔ یہ وہ بات ہے جس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحیح حدیث میں یوں ارشاد فرمایا ہے۔

«عَلِّمُوا أَوْلَادَكُمْ الصَّلَاةَ إِذَا بَلَغُوا سَبْعًا ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا إِذَا بَلَغُوا عَشْرًا ، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ»

• (صحیح رواہ احمد)

تمہارے بچے جب سات سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان کو نماز پڑھنا سکھاو اور دس سال کی عمر کو پہنچ کر اگر وہ نماز میں کوتاہی برتیں تو ان پر سختی کرو اور عمر کے اس حصہ کو پہنچنے کے بعد ان کی خواب گاہیں الگ کر دو۔

اس سلسلہ میں خاطر خواہ نتائج حاصل کرنے کے لئے والدین اور استاد کو چاہئے کہ وہ بچوں کے سامنے وضو کر کے نماز ادا کریں تاکہ بچے ان کو دیکھ کر وضو کرنے اور نماز پڑھنے کے صحیح طریقہ سے واقف ہو سکیں۔

اس کے علاوہ والدین کو چاہئے کہ وہ بچوں کو اپنے ساتھ مسجد میں لے جایا کریں اور گھر میں احکام نماز پر مشتمل کوئی کتاب لا کر رکھیں جس کے پڑھنے کا انہیں برابر شوق دلاتے رہیں تاکہ اس کتاب کے مطالعہ سے گھر کے تمام افراد نماز کے احکام سے متعلق ضروری معلومات حاصل کر سکیں۔



اور یاد رکھیں کہ نماز کی تعلیم کے ضمن میں والدین یا استاد کی طرف سے جو بھی کوتاہی سرزد ہوگی اس سے متعلق ان کو بہر حال خدائے بزرگ و برتر کے ہاں جواب دینا ہوگا۔

(۲) بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم دینا بھی ضروری ہے۔ چونکہ قرآن پاک کی تلاوت نماز میں کی جاتی ہے اس لئے ابتدا میں سورہ فاتحہ کے ساتھ چھوٹی چھوٹی سورتیں اور تشہد (التعمیرات للہ) بچوں کو زبانی یاد کروانا چاہئے بچوں کے لئے کسی ایسے ٹیوٹر کا اہتمام بھی کرنا چاہیے جس سے وہ تجوید، حفظ قرآن اور حدیث شریف کی تعلیم حاصل کر سکیں۔

(۳) نماز جمعہ اور دوسری تمام نمازوں کو مسجد میں مردوں کی صف سے پچھلی صف میں کھڑے ہو کر ادا کرنے کا شوق بچوں کے دلوں میں پیدا کرنا چاہیے اور اگر کبھی کبھار ان سے کوئی کوتاہی ہو جائے تو ڈانٹ ڈپٹ اور سختی کا مظاہرہ کر کے ان کو ذہنی اذیت میں مبتلا کرنے کی بجائے نہایت شفقت و محبت کے ساتھ ان کو راہ راست پر لانے کی کوشش کی جانی چاہیے تاکہ ایسا نہ ہو کہ ہماری سختی کے نتیجہ میں وہ سرے سے نماز پڑھنا ہی چھوڑ دیں اور ہم ثواب کی امید رکھے رکھے الٹا گنہگار ٹھہر جائیں۔ اگر ہم ایسے موقع پر اپنے بچپن کے زمانہ میں کھیل کود کے شوق کو یاد کر لیا کریں تو ان بچوں کے عذر کو سمجھنے میں آسانی ہو جائے گی۔

(۴) سات سال کی عمر سے ہی بچوں کو روزہ رکھنے کی عادت ڈالنی چاہئے تاکہ جب وہ بلوغت کی عمر کو پہنچیں تو روزہ ان کی معمول کی زندگی کا حصہ بن چکا ہو۔

## محرمات سے بچنے کی تلقین

(۱) بچوں کو کفر کے ارتکاب، گالی گلوچ، لعن طعن، بکواس اور فضول و گھٹیا قسم کی گفتگو کرنے سے خبردار کر پتے رہنا چاہیے اور نہایت شفقت و پیار کے انداز میں ان کو یہ باور کرانا چاہیے کہ کفر کا راستہ انسان کے لئے تباہی و بربادی کا راستہ ہے۔ یہ اس کو جہنم تک پہنچا کر ہی دم لیتا ہے۔ ہم بھوں کو بھی چاہیے کہ ہم ان کے سامنے اپنی زبان کا استعمال نہایت محتاط انداز سے کریں تاکہ ہماری شخصیت ان کے لئے ایک مثالی انسان کی حیثیت اختیار کر سکے۔

(۲) ہر وہ کھیل جسے جوئے کی مختلف شکلوں میں کھیلا جاتا ہے اس کے انجام بد سے بچوں کو آگاہ کرنا چاہیے۔ خواہ یہ کھیل ”لاٹری“ کی شکل میں ہو یا ”کیرم بورڈ“ کی شکل میں اور چاہے یہ کھیل محض تفریح طبع اور وقت گزاری کے لئے ہی کیوں نہ کھیلا جا رہا ہو اس لئے کہ ایسے کھیل کی ابتدا تو شاید دل بسلانے کی غرض سے ہو لیکن آخر کار اس سے ان کو باقاعدہ شرمیں لگا کر جو کھیلنے کی عادت بھی پڑ سکتی ہے اور جو ایسا برا کھیل ہے جو آپس میں دشمنیوں کو جنم دیتا ہے اور انسانی زندگی کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کرتا ہے۔ جوئے کا یہ کھیل مال اور وقت کے ضیاع کا باعث بھی ہوتا ہے یہاں تک کہ نمازیں بھی اس کی نذر ہو جاتی ہیں۔

(۳) فحش، جنسی لٹریچر اور جاسوسی ناولوں کے پڑھنے، عریاں تصاویر سے لطف اندوز ہونے سے بچوں کو سختی سے روکنا چاہیے۔ یہی نہیں بلکہ

ان کو اخلاق باختہ قسم کی فلموں کو سینما گھروں میں جا کر یانی وی پر دیکھنے سے بھی باز کرنا چاہیے کیونکہ اس سے ان کے اخلاق پر منفی اثرات مرتب ہوں گے اور ان کا مستقبل تباہ و برباد ہو جائے گا۔

(۴) بچے کو تمباکو نوشی کے اثرات بد سے بھی آگاہ کرنا چاہیے اور یہ بات اس کو ذہن نشین کرانی چاہیے کہ دنیا بھر کے حکماء اور اطباء اس بات پر متفق ہیں کہ تمباکو نوشی انسانی جسم کے لئے نقصان دہ ہے اس عادت سے جسم کینسر جیسی مملک بیماری سے دوچار ہو جاتا ہے۔ اس سے دانتوں کی بیماریاں بھی جنم لیتی ہیں اور ہر وقت منہ سے بدبو اٹھتی رہتی ہے۔ تمباکو نوشی کی وجہ سے سینے کا اندرونی نظام درہم برہم ہو کر رہ جاتا ہے اور جب تمباکو نوشی کا سرے سے کوئی فائدہ ہی نہیں بلکہ اس کا وجود انسانی زندگی کے لئے سراسر نقصان ہی کا باعث بنتا ہے تو اس کا استعمال کرنا اور چھپتا حرام ٹھہرتا ہے۔ تمباکو نوشی سے روکنے کے ساتھ ساتھ بچوں کو پھل فروٹ اور دیگر اچھی اچھی خوش ذائقہ مفید چیزیں استعمال میں لانے کی ضرورت پر زور دینا چاہیے۔

(۵) ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہم بچوں کو قوی و عملی اعتبار سے سچائی کا عادی بنائیں اور اس کے لئے ضروری ہو گا کہ ہم ان کے ساتھ ہنسی و مذاق کے انداز میں بھی جھوٹ بولنے سے گریز کریں چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے۔

«مَنْ قَالَ لِصَبِيٍّ تَعَالَ هَاكَ (خُذْ) ثُمَّ لَمْ يُعْطِهِ فَمَيَّ كَذِبَةٌ»

(صحیح روایہ احمد)

جس نے بچے کو کوئی چیز دینے کا بہانہ کر کے بلایا اور پھر وہ چیز اس کو نہ دی تو اس کا یہ عمل اس کے اعمال نامہ میں جھوٹ کے طور پر لکھا جائے گا۔

(۶) رشتہ 'سود' چوری اور دھوکا دہی کے ذریعہ کمائے ہوئے

حرام مال سے اپنی اولاد کا پیٹ بھرنے سے ہمیں ہر صورت میں احتراز کرنا ہو گا ایسی خوراک ان کی شقاوت و بدبختی کا جہاں باعث بنے گی وہاں ان میں نافرمانی و سرکشی کے جراثیم کو بھی جنم دے گی۔

(۷) کسی صورت میں بھی بچوں کے لئے اپنی زبان سے ان کے تباہ

و برباد ہونے یا غیظ و غضب کا نشانہ بننے کے لئے بددعا نہ کریں۔ اس لئے

کہ کوئی گھڑی ایسی بھی ہوتی ہے جس میں جو بھی دعا یا بددعا کی جاتی ہے

اس کو اللہ تعالیٰ فوراً قبول فرما لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ بسا اوقات ایسا بھی

ہوتا ہے کہ اس قسم کا رویہ بچوں کو مزید گمراہی و سرکشی کے رستہ پر دھکیل

دیتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ہم ایسے حالات میں ان کے لئے بددعا کرنے کی

بجائے ان کے حق میں یہ دعائیہ کلمات کہیں :

”اصْلَحَكَ اللهُ“

یعنی اللہ کرے کہ تو راہِ راست پر آجائے۔

(۸) بچوں کو شرک باللہ کے مملک اثرات سے بھی خبردار کرنا

چاہیے اور ان کو بتانا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر فوت شدہ لوگوں کے

سامنے اپنی حاجات کے لئے التجائیں کرنا اور مشکلات سے چھٹکارا حاصل

کرنے کے لئے غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے کیونکہ وہ تمام لوگ جن کو اللہ

کے سوا پکارا جاتا ہے وہ محض اللہ کے بندے ہیں اور وہ نفع و نقصان کے

تھکا مالک نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

«وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ، فَإِنْ فَعَلْتَ  
فَأِنَّكَ إِذَا مِنَ الظَّالِمِينَ» (سورۃ یونس)

اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی ایسی ہستی کو مت پکارو جو تجھے نہ فائدہ دے  
سکتی ہے نہ نقصان پہنچا سکتی ہے اگر تو ایسا کرے گا تو ظالموں (مشرکوں) میں  
سے ہو گا۔

## حجاب و ستر پوشی

(۱) لڑکی کو بچپن ہی سے اپنے جسم کو ڈھانپ کر رکھنے کی تلقین کرنا  
ضروری ہے تاکہ بلوغت کی عمر کو پہنچنے تک وہ ساتر لباس پہننے کی عادی ہو  
چکی ہے۔ والدین کو چاہیے کہ ان کو چھوٹی عمر ہی سے تنگ و مختصر قسم کا  
لباس پہنانے سے گریز کریں اور شرٹ و پتلون پر مشتمل لباس ان کو ہرگز  
لا کر نہ دیں۔ اس لئے کہ ایسا لباس مردوں کے لباس سے ملتا جلتا ہے اور  
مزید برآں نوجوان طبقہ کے بگاڑ اور فساد کا بھی باعث بنتا ہے اور بچی جب  
سات سال کی عمر کو پہنچ جائے تو اسے دوپٹہ یا رومال وغیرہ سے سر کو ڈھانپ  
کر رکھنے کی تلقین کرنی چاہیے اور جو نسئی وہ بلوغت کی عمر کو پہنچے تو اسے  
اپنے چہرہ کو چھپا کر رکھنے کی ہدایت کرنی چاہیے۔ اور اس سے کہا جائے کہ  
وہ عمر کے اس حصہ میں اپنے جسم کو چھپانے کے لئے ایک ایسا سیاہ رنگ کا  
نہا، کھلا اور ساتر قسم کا لباس (بڑی چادر یا برقعہ) زیب تن کرے جو اس

کی شرافت کا تمکبان اور اس کی شرم و حیا کا محافظ ہو اور یہی وہ عظیم مقاصد ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن کریم تمام مومن عورتوں کو حجاب کی پابندی اختیار کرنے کی دعوت ان الفاظ میں دے رہی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

«يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءَ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ، ذَلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ»

(سورة الاحزاب)

اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو ڈال لیا کریں یہ طریقہ زیادہ مناسب ہے کہ وہ پہچان لی جائیں اور انہیں ستایا نہ جاسکے۔

اور اللہ تعالیٰ مومن عورتوں کو بے پردگی اور بے جا زیب و زینت کے اختیار کرنے سے روکتے ہوئے یوں ارشاد فرماتا ہے:

«وَلَا تَبْرَجْنَ تَبْرُجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ» (سورة الأحزاب)

سابقہ دور جاہلیت کی حج و حج کے ساتھ ظاہر نہ ہوں۔

(۲) لڑکی ہو یا لڑکا ہر ایک کو اس بات کی تلقین کرنی چاہیے کہ وہ اپنی جنس کے لئے بنا ہوا خاص لباس ہی استعمال کرے تاکہ وہ دوسری جنس کے افراد کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے سے محفوظ رہ سکے اس کے علاوہ بچوں کو اس بات کی بھی ہدایت کرنی چاہیے کہ وہ غیر مسلم قوموں کے ایجاد کردہ تنگ چٹلون ایسے لباس، یونیفارم اور اخلاق باختہ فیشنوں سے اپنے آپ کو بچائیں کیونکہ وہ لوگ جو اس قسم کے کاموں کا ارتکاب کرتے ہیں

ان کے لئے حدیث میں سخت وعید آئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

«لَعْنُ النَّبِيِّ عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِهِينَ مِنَ الرِّجَالِ  
بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ ، وَلَعْنُ الْمُخَشَّيْنِ  
مِنَ الرِّجَالِ ، وَالْمُتَرَجَّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ» (رواه البخاري)

آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ایسی عورتوں پر بھی لعنت بھیجی ہے جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں اور آپ نے ایسے مردوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں کی سی حرکتیں کرتے ہیں اور ایسی عورتوں پر بھی لعنت بھیجی جو مردوں کے طور طریقے اختیار کرتی ہیں۔

ایک اور حدیث میں آپ یوں ارشاد فرماتے ہیں :

«مَنْ تَشَبَهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ» (صحیح رواہ ابو داود)

یعنی جو شخص کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے گا وہ ان ہی کا ایک فرد سمجھا جائے گا۔

## اخلاق و آداب

(۱) اسلامی تعلیمات کے مطابق ہمیں بچے کو اس بات کا عادی بنانا

چاہیے کہ وہ کسی چیز کو لینے، دینے، کھانے، پینے اور اسی طرح لکھائی

کرتے ہوئے اور مہمان کی میزبانی کے فرائض ادا کرتے وقت اپنا دایاں ہاتھ استعمال کرے، اس کے علاوہ اس کو اس کی بھی ہدایت کرنی چاہیے کہ وہ ہر کام شروع کرتے وقت ”بِسْمِ اللّٰهِ“ ضرور پڑھا کرے اور خاص طور پر کھانا کھانے یا پانی وغیرہ پینے سے پہلے اس کا ضرور خیال رکھے اور اس کو اس بات کی بھی تلقین کرنی چاہیے کہ وہ جب کھانا کھائے تو بیٹھ کر کھائے اور کھانے سے فارغ ہونے کے بعد ”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ“ ضرور پڑھا کرے۔

(۲) بچے کو نظافت و پاکیزگی کا عادی بنانا چاہیے اس کو بتایا جائے کہ وہ باقاعدگی سے اپنے ناخن اتارا کرے۔ کھانا کھانے سے پہلے اور اس سے فارغ ہونے کے بعد اپنے ہاتھوں کو اچھی طرح دھویا کرے اس کے علاوہ اس کو استنجا کرنے کی تعلیم بھی دی جائے اور یہ بات اس کے علم میں لائی جائے کہ وہ جب قضاء حاجت سے فارغ ہو جائے تو نشو پیمبر (Paper Tissue) یا پانی سے اچھی طرح صفائی کرے۔ کیونکہ اس طرح اس کی نماز بھی درست ہوگی اور کپڑے بھی ناپاک ہونے سے محفوظ رہیں گے۔

(۳) ہمیں بچوں کو نصیحت بڑی نرمی کے ساتھ علیحدگی میں کرنی چاہیے اور کسی کو تہی کی وجہ سے دوسروں کے سامنے ان کی سرزنش کر کے ان کو رسوا کرنے سے گریز کرنا چاہیے اور اگر کبھی کبھار وہ روکنے کے باوجود نافرمانی کے راستہ پر چلنے سے باز نہ آئیں تو ان کے ساتھ ناراضگی کے اظہار کے لئے تین دن تک گھنگو کرنا چھوڑ دیں اور تین دن کی شرط اس لئے ہے کہ تین دن سے زیادہ ناراضگی شرعاً جائز نہیں ہے۔

(۳) بچوں کو خاموشی کے ساتھ اذان سننے اور موزن کے ساتھ



جواب میں انہی کلمات کو دہرانے کے لئے کہا جائے اور جب اذان ختم ہو جائے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کے بعد مندرجہ ذیل دعائے وسیلہ پڑھنے کی ہدایت کی جائے:

( اللهم رب هذه الدعوة التامة ، والصلاة القائمة ، ات  
محمداً الوسيلة والفضيلة ، وابعثه مقاماً محموداً الذي  
وعدته ) .  
رواه البخاري .

اے اللہ! اس پوری پکار کے رب اور کھڑی ہونے والی نماز کے مالک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور آپ کو (شفاعت کے) مقام محمود پر سرفراز فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے۔

(۵) اگر ممکن ہو تو ہمیں ہر بچے کے لئے علیحدہ بستر کا انتظام کرنا چاہیے ورنہ ہر ایک کے لئے کم از کم علیحدہ لحاف تو ضرور ہونا چاہیے اور اگر گھر میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے علیحدہ علیحدہ کمروں کا بندوبست ہو جائے تو یہ بہت ہی بہتر ہو گا یہ طریق کار یقیناً ان کے اخلاق کی درستی اور ان کی صحت کی حفاظت کا ضامن ہو گا۔

(۶) بچے کو اس بات کی عادت ڈالی جائے کہ راتے میں کسی گندی چیز کے پھینکنے سے باز رہے بلکہ اگر وہاں کوئی ایسی چیز ہو تو اس کو ہٹا دیا کرے۔

(۷) غلط کار دوستوں کی رفاقت کے اثرات بد سے بچوں کو آگاہ کیا

جانا چاہیے اور بازار اور گلیوں میں فضول کھڑے رہنے سے ان کو روکا جائے اور اس کے لئے ان کی کڑی نگرانی ہونی چاہیے۔

(۸) جب بھی بچوں کے ساتھ آپ کا آنا سامنا ہو۔ چاہے گھر کے

اندر ہو یا سرراہ پر یا کلاس روم میں۔۔۔۔۔ تو آپ ان کو مندرجہ ذیل الفاظ میں سلام کہیں ”السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ“ یعنی تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی، اس کی رحمت اور اس کی برکات نازل ہوں۔

(۹) بچے کو اس بات کی تلقین کرتے رہیے کہ وہ پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے اور اپنی کسی حرکت سے ان کا دل نہ دکھائے۔

(۱۰) بچے کو ایسی عادت ڈالیں کہ وہ مسلمان کی عزت و تکریم میں کوئی کسر اٹھانہ رکھے اور اس کی خدمت و تواضع میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرے۔

## تربیت جہاد

(۱) جہاد کے نقطہ نگاہ سے اگر بچوں کی تربیت کرنا مقصود ہو تو گھر کے سربراہ کو تمام افراد خانہ کے ساتھ اور استاد کو اپنے شاگردوں کے ساتھ گاہے بگاہے مل بیٹھنے کا کوئی پروگرام ترتیب دیتے رہنا چاہیے جس میں وہ سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حیات صحابہ کے موضوع پر لکھی ہوئی

کسی کتاب کو تسلسل و باقاعدگی کے ساتھ پڑھا کریں۔ اس سے ان کو اس بات کا اندازہ لگانے میں رہنمائی حاصل ہوگی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بہادر اور نڈر سپہ سالار ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت اعلیٰ عسکری و قائدانہ صلاحیتوں کے مالک تھے اور حضرت ابو بکر، عمر، عثمان، علی، معاویہ اور دیگر صحابہ کرام ”رضوان اللہ علیہم“ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہمارے علاقوں کو فتح کر کے ان پر اسلام کے علم کو سر بلند کیا اور ہمیں ان کی وجہ سے ہی ایمان و رشد کی دولت نصیب ہوئی۔ اس موقع پر جو بات ان کے ذہنوں میں اچھی طرح بٹھانی چاہیے وہ یہ ہے کہ ان صحابہ کرام کی کامیابی کا تمام تر انحصار صرف اس بات پر تھا کہ ان کے دل اللہ تعالیٰ کی ذات پر پختہ ایمان سے آباد اور جذبہ جماد سے سرشار تھے۔ انہوں نے زندگی کے ہر شعبہ میں قرآن و سنت کو عملی طور پر نافذ کر رکھا تھا اور نہایت بلند پایہ اخلاق کے مالک تھے۔

(۲) بچوں کی تربیت اس نفع پر ہونی چاہیے کہ وہ بڑے ہو کر بہادر بنیں۔ ننھی کو پھیلانے اور برائی کا قطع قلع کرنے کے لئے جدوجہد کرنے والے ہوں اور ان کے دل خدا تعالیٰ کے خوف کے سوا ہر قسم کے خوف سے آزاد ہو جائیں۔ ایسی تربیت کے پیش نظر ضروری ہو گا کہ بچوں کو مجھوتے، خیالی اور بے سرو پا قہے کہانیاں سنا کر خوف زدہ کرنے سے سختی کے ساتھ احتراز کیا جائے۔

(۳) دشمنان اسلام خاص کر صیہونی امت اسلامیہ پر جو مظالم ڈھا

رہے ہیں اس کے خلاف بچوں کے دلوں میں انتقام کے جذبہ کو ابھارنا چاہیے اور ان کو یہ باور کرانا چاہیے کہ فلسطین و قدس شریف کی آزادی کے لئے امت اسلامیہ کی نگاہیں اپنے انہی نوجوانوں پر لگی ہوئی ہیں اور ایک دن آئے گا جب اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے کامیابی ہمارے ان نوجوانوں کے قدم چومے گی۔ لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہو جائیں اور جمادنی سبیل اللہ کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیں۔

(۳) بچوں کے عام مطالعہ کے لئے ایسے کتابچے خرید کئے جائیں جو اسلامی تاریخ کے ان اہم واقعات و حوادث پر مشتمل ہوں جن کا پڑھنا بچوں کی اسلامی نوج پر تربیت کے حوالہ سے مفید و معاون ثابت ہو سکتا ہو۔ اس ضمن میں قرآنی قصص، سیرت طیبہ کے واقعات، مایہ ناز نذر صحابہ کے حالات زندگی اور قاتل نجر بھادہ مسلم قائدین کے کارناموں پر روشنی ڈالنے والی سلسلہ وار چھوٹی چھوٹی کتابیں بڑا اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔ چنانچہ ”شمائل محمدی“ اخلاقی نبوی، ”ادب اسلامی“ اور ”عقیدہ کتاب و سنت کی روشنی میں“ اور اس قسم کی دیگر کتابوں کے مطالعہ سے بچوں کی تربیت کے ضمن میں بڑے دور رس نتائج حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

---

صلہ یہ دونوں کتابیں فضیلۃ الشیخ محمد جمیل زکو حنفہ اللہ کی مشہور تصنیفات میں سے ہیں اور یہ دونوں اردو ترجمہ کے ساتھ منصفہ شہود پر آچکی ہیں اور یاد رہے کہ پہلی کتاب ”شمائل محمدی“ کے نام سے جامعہ تعلیم القرآن والحدیث للبنات کی طرف سے چھپوا کر مفت تقسیم کی جا چکی ہے۔

## بچوں کے معاملے میں عدل و انصاف سے کام لینا

(۱) عَنِ النَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ تَصَدَّقَ عَلَيَّ أَبِي بِبَعْضِ مَالِهِ ، فَقَالَتْ أُمِّي : - عَمْرَةَ بِنْتُ رَوَاحَةَ - : لَا أَرْضَى حَتَّى تُشْهَدَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَانْطَلَقَ أَبِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُشْهَدَهُ عَلَى صَدَقَتِي ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ( أَقْعَلْتَ هَذَا بِوَلَدِكَ كُلِّهِمْ ؟ ) قَالَ : لَا ، قَالَ : ( اتَّقُوا اللَّهَ ، وَاعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ ) « متفق عليه »

(۱) حضرت نعمان بن بشیر (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میرے باپ نے مجھے اپنے مال کا کچھ حصہ عثات کیا تو میری والدہ (حضرت عمرہ بنت رواحہ) نے میرے والد سے کہا کہ مجھے تب تک خوشی نہ ہوگی جب تک کہ آپ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ نہیں بنا لیتے۔ تو میرے والد رسالتاب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے مالی عطیہ پر گواہ بنانے کے لئے حاضر ہوئے۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے والد سے پوچھا۔ کیا تم نے عطیہ دینے میں اپنے تمام بچوں کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کیا ہے؟ میرے والد نے جواب دیا۔ نہیں، آپ نے فرمایا اللہ کا خوف کھاؤ اور اپنے بچوں کے درمیان عدل و انصاف کے رویہ کو اپناؤ۔ (بخاری و مسلم)

دوسری روایت میں اس طرح ہے :

(فَلَا تُشْهِدُنِي إِذَنْ ، فَبِئْسَ مَا أَشْهَدُ عَلَيْ جَدِّ)

«أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَالنَّسَائِيُّ»

رسالتاب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر معاملہ کی نوعیت ایسی ہی ہے تو پھر مجھے اس پر گواہ مت بناؤ۔ کیونکہ میں ظلم و زیادتی پر گواہ نہیں بنوں گا۔ (مسلم، نسائی)

(۲) آپ اپنے بچوں کو جب عطیات سے نواز رہے ہوں یا ان کے نام وصیت کر رہے ہوں تو ہر حالت میں آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ ان کے درمیان عدل و انصاف کی فضا کو برقرار رکھنے کے لئے ان سب کے ساتھ مساویانہ اور غیر امتیازی سلوک کریں۔ اور ورثہ میں سے کسی ایک وارث کو بھی اس کے حق سے محروم کرنے کی ہرگز کوشش نہ کریں، بلکہ آپ کو چاہیے کہ آپ وارث کے باب میں خداوند عالم کی اس تقسیم کو برضا و رغبت تسلیم کر لیں جس کے تحت اس نے ورثہ کے مختلف حصص مقرر کر رکھے ہیں۔ اور اس بات کا خاص طور پر خیال رکھیں کہ آپ کی ذاتی پسند و ناپسند آپ کو کسی طور بھی حق کے راستے سے برگشتہ کرنے میں کامیاب نہ ہونے پائے۔ اور کسی وارث کے ساتھ آپ کی ذاتی دلچسپی اس حد تک بھی آپ کو متاثر نہ کر دے کہ آپ عدل و انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کی بجائے ظلم و زیادتی کی راہ کو اختیار کر بیٹھیں۔ کیونکہ اگر آپ اس قسم کے جرم کے مرتکب ہوئے تو یقیناً آپ کا یہ طرز عمل اپنے

آپ کو اپنے ہی ہاتھوں جنم کی دھکتی ہوئی آگ میں جھونکنے کے مترادف ہو گا۔ ہمارے معاشرے میں کتنے ہی ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو راہ حق سے انحراف کر کے اپنی دولت اپنے بعض ورثا کے نام تو کر بیٹھے لیکن اس کے نتیجے کے طور پر ورثا کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف کینہ و بغض کی نہ بھینے والی ایسی آگ بھڑک اٹھی جسے ٹھنڈا کرنے کے لئے انہیں مجبوراً عدالتوں کے چکر کاٹنے پڑے۔ جہاں انہوں نے انصاف کی تلاش میں افسران اور وکلاء پر اپنی دولت کا بلا دریغ استعمال کیا۔ لیکن اس سہی لا حاصل کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ اپنی رہی سہی دولت سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔

## نوجوان طبقہ کے مسائل کا حل

اسلامی نقطہ نگاہ سے نوجوان نسل کو درپیش مسائل کی دلیل سے نکال کر جاہ حق پر لا کھڑا کرنے کا بہترین حل ان کو بروقت مناسب رشتہ ازدواج میں منسلک کر دینا ہے۔ بشرطیکہ ان کو وہ تمام اسباب میسر آ جائیں جن کو بروئے کار لا کر وہ شادی کے موقع پر حق مہر وغیرہ کی شکل میں اٹھنے والے اخراجات کو برداشت کرنے کے قابل ہو سکیں۔ اس سلسلہ میں ارشاد نبوی ہے:

(يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْهَاءَ فَلْيَتَزَوَّجْ ، فَإِنَّهُ  
أَغْضُ لِلْبَصْرِ ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ  
فَإِنَّهُ لَهُ وَجَاءٌ) «متفق علیہ»

اے نوجوانوں کی جماعت تم میں سے جس کسی کو شادی کے اخراجات برداشت کرنے کی ہمت ہو اسے شادی کر لینی چاہیے کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ نکاح آنکھوں میں شرم و حیا کے پیدا کرنے اور ستر کی صیانت و حفاظت کا اہم وسیلہ ہے۔ اور جو شخص شادی کے اخراجات برداشت کرنے کی ہمت نہ پا رہا ہو اس کو چاہیے کہ وہ روزے رکھے کیونکہ روزہ ان حالات میں اس کے لئے حیوانی خواہشات و جذبات پر قابو پانے کا بہترین ذریعہ ثابت ہو سکتا ہے۔

اور بعض لوگ محض تعلیمی سلسلہ کے منقطع ہو جانے کے خوف کے پیش نظر شادی کرنے میں تاخیر کر دیتے ہیں۔ حالانکہ شادی تعلیم کے جاری رکھنے میں قطعاً کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں ڈالتی۔ کیونکہ اگر نوجوان کا تعلق کسی کھاتے پیتے گھرانے سے ہو گا اور اس کی جملہ ضرورتوں کو پورا کرنے کی ذمہ داری اس کے والد نے اٹھا رکھی ہو گی تو پھر بھلا اس صورت میں شادی تعلیم کے سلسلہ کو جاری رکھنے میں کیونکہ رکاوٹ بن سکتی ہے۔ اسی طرح اگر وہ بذات خود صاحب حیثیت ہو یا اس کے برسر روزگار ہونے کی وجہ سے اسے معقول آمدنی حاصل ہو رہی ہو تو بھی شادی اس کی علمی ترقی کی راہ میں ہرگز حائل نہیں ہو سکتی۔

لہذا صاحب حیثیت اور خوش حال والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچے کے سن بلوغت کو پہنچتے ہی بلا تاخیر اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے اس کی شادی کر دیں۔ کیونکہ اس کو شادی کے مقدس اور ذمہ دارانہ بندھن میں باندھ کر اس کے اوقات کو مصروف کر دینا اس سے کہیں بہتر



ہے کہ وہ بوجہ تجرد فحاشی و بے حیائی کے اڈوں پر منہ کالا کر کے والدین کی نیک نامی، شرافت اور شہرت کو زمانے بھر میں داغ دار کرتا پھرے۔ پس ایسے والدین جن کے بچے سن بلوغت کو پہنچ جائیں اور وہ تو انگری و مالداروں کے باوجود ان کی شادی کی طرف دھیان نہیں دیتے وہ اس صورت میں صرف اپنے بچوں کے ساتھ ہی زیادتی کا ارتکاب نہیں کرتے بلکہ وہ اپنے آپ پر بھی عظیم ڈھانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔

اگر والدین کی یہ حالت ہو کہ وہ خوش حالی و فراخی کے باوجود بھی بچوں کی بروقت شادی کرنے سے صرف نظر کرتے ہوئے دکھائی دے رہے ہوں تو اس صورت میں اگر بچوں کی طرف سے حسن طلب کے ساتھ والدین کی توجہ اس جانب مبذول کرا دی جائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ بشرطیکہ اظہار مقصد کے لئے نہایت شائستہ اور منہذب پیرایہ و انداز اختیار کیا جائے اور ان کے ساتھ حسن سلوک اور اچھے برتاؤ کا رویہ اختیار کرتے ہوئے ہر اس بات سے گریز کرنے کی کوشش کی جائے جو ان کے لئے دلی صدمہ اور ذہنی اذیت کا باعث بن سکتی ہو۔

اور یہ اصولی بات تو ہر شخص کو اپنے ذہن میں اچھی طرح جاگزیں کر لینی چاہیے کہ رب کائنات نے اس وقت تک کسی چیز کو حرام قرار نہیں دیا جب تک کہ اس کی جگہ کسی دوسری چیز کو اس کے متبادل کے طور پر جائز قرار نہ دے دیا گیا ہو۔ مثال کے طور پر دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں سود کو ناجائز قرار دیا ہے وہاں اس کی جگہ اس کے متبادل کے طور پر تجارت کو جائز و مباح ٹھہرایا ہے۔ اسی طرح حیوانی چمڑوں کی تسکین کے

لئے اگر بدکاری کو ممنوع قرار دیا ہے تو اس کے لئے نکاح کے جائز ذریعہ کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور یہ نکاح ہی ہے جس میں نوجوان طبقہ کے اکثر و بیشتر مسائل کا حل پوشیدہ رکھا گیا ہے۔

اور اگر کسی نوجوان کے لئے اس کی مالی کمزور پوزیشن کے باعث نکاح کرنا ممکن نہ رہے تو اس صورت میں اس کے مسئلہ کا حل درج ذیل ہے۔

(۱) احکام شریعت کی پابندی کے ساتھ روزے رکھنا

گزشتہ سطور میں گزرنے والی حدیث کے ٹکڑے (وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ ، فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ) (یعنی جو شخص نکاح کے اخراجات برداشت کرنے کی ہمت نہ پاتا ہو اس کو روزے رکھنے چاہئیں، کیونکہ روزہ اس کے حیوانی جذبات کو گھٹانے اور ان پر قابو پانے کا اہم ذریعہ ہے) کی روشنی میں اسلامی قوانین و احکام کی پاسداری کے ساتھ روزے نہ صرف نوجوان طبقہ کے مسائل کا بہترین حل ثابت ہو سکتے ہیں بلکہ ان کی جوانی و صحت کی حفاظت کی ضمانت فراہم کرنے میں بھی بڑا فعال کردار ادا کر سکتے ہیں۔

اور روزہ صرف کھانے پینے والی چیزوں سے ہاتھ کو اٹھالینے اور ان کے استعمال سے رک جانے کا ہی نام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حرام کی گئی تمام چیزوں کی جانب نگاہ تک بھی اٹھا کر دیکھنے سے احتراز برتنا،

اجنبی عورتوں کے ساتھ اختلاط و میل جول سے پرہیز کرنا، حیوانی جذبات میں ہلچل مچا دینے والی فلموں کے دیکھنے سے اپنی نگاہوں کو بچانا اور ٹی وی وغیرہ پر پیش کئے جانے والے بیسودہ و فحش قسم کے سلسلہ وار فیچرز اور جنسی ڈراموں سے لطف اندوز ہونے سے مکمل طور پر بچتے رہنا روزہ کے آداب میں شامل ہے۔

پس ہر نوجوان کو چاہیے کہ وہ اپنی نگاہوں کو اجنبی عورتوں کو دیکھنے سے بچائے۔ اور اس بات کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لے کہ صحت و تندرستی کا انحصار صرف اور صرف عفت و پاکدامنی کا رستہ اختیار کرنے میں ہے۔ اور وہ تمام مصائب و آلام جو انسانی زندگی کے لئے روگ کی شکل اختیار کر جاتے ہیں وہ اس وقت تک انسان کا پیچھا نہیں چھوڑتے جب تک کہ وہ نفسانی خواہشات کی تکمیل اور حیوانی جذبات کی تسکین کے لئے اسلامی نقطہ نگاہ کے مطابق جائز ذریعہ کو اختیار نہیں کرتا۔ اسلام نے اس کے لئے جس ذریعہ کو جائز قرار دیا ہے وہ نکاح کا پاکیزہ و مقدس بندھن ہے۔ جو عمدہ خصوصیات اور بہترین نتائج و اثرات کا حامل ہونے کے علاوہ نکاح کرنے والے کے لئے نیک نامی اور اچھی شہرت کی ضمانت بھی فراہم کرتا ہے۔

(۲) ذہنی مصروفیت کے کاموں میں انہماک

علماء نفس کہتے ہیں کہ انسان میں فطری طور پر جو نفسانی خواہشات

اور حیوانی جذبات پائے جاتے ہیں ان کو جس طرح بڑھانا ممکن ہے اسی طرح ان کو گھٹانا اور ان پر قابو پانا بھی ممکن ہے۔ مذکورہ قول کی روشنی میں یہ کہنا درست ہو گا کہ اگر بعض ذرائع انسان میں ودیعت کئے گئے فطری حیوانی جذبوں کو ابھارنے اور اکسانے کا کام دیتے ہیں تو بعض دوسرے وسائل ایسے بھی ہیں جو ان پر قابو پانے میں مدد دیتے ہیں۔ ان مختلف اسباب و وسائل میں سے انسان کا ذہنی طور پر مصروف رہ کر اپنے آپ کو اس قسم کی سوچوں سے بلند و بالا کر لیتا ہے۔ مثال کے طور پر پابندی صوم و صلوٰۃ، تلاوت قرآن حکیم اور مطالعہ حدیث و سیرۃ رسول کریمؐ ایسی چیزیں ہیں جو نفس کو حیوانی جذبات کی اتھاہ گمراہیوں سے اٹھا کر روحانیت کے اعلیٰ مدارج تک پہنچانے کے سلسلہ میں اہم کردار کر سکتی ہیں۔ اسی طرح کاروباری مصروفیت، تحقیقی و علمی کاموں میں بے پناہ محویت، ذی روح اشیاء کے بغیر نموں، درختوں اور پہاڑوں کے خوبصورت و دلقریب مناظر کی تصویر کشی و رنگ سازی اور ہلکے پھلکے ترنم خیز نعمات سے دل کا بھلانا بھی مقصد کے حصول میں خاطر خواہ مدد دے سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سارے مفید و کار آمد ذاتی دلچسپی کے کام ہیں جن کے ذریعہ فارغ لہجات کو مصروف کر کے حیوانی جذبات کی منہ زوری اور سرکشی کو مات دیا جا سکتا ہے۔

(۳) جسمانی مشقت کے کاموں میں دلچسپی

اس کا مقصد اپنے آپ کو جسمانی مشقت کے مختلف کاموں میں

مصروف رکھ کر ذہنی بگاڑ کی اصلاح کرنا ہے۔ کیونکہ جسم کی بناوٹ اور اس کے ذیل ڈول کی بہترین ساخت پر خصوصی توجہ دینا، اسکاوٹ گروپوں کی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا اور غیر مخلوط ادبی مجالس و محافل میں عملی طور پر شرکت وغیرہ ایسے کام ہیں جو نوجوان طبقہ کے ذہن کو نہ صرف حیوانی جذبوں کی سوچ سے پاک کرتے ہیں بلکہ انہیں حرام کاری کے ارتکاب سے محفوظ رکھ کر جسمانی، مذہبی اور اخلاقی اعتبار سے پختہ والے نقصانات سے بھی بچاتے ہیں۔

لہذا جب بھی کوئی نوجوان اپنے ذہن کے کسی گوشہ میں حیوانی جذبہ کو ابھرتا ہوا محسوس کرے تو اسے اپنے آپ کو جسمانی مشقت کے کسی کام میں لگا کر اپنی خداداد صلاحیتوں اور قوائے جسمانی کے کھپانے کے لئے کسی صحیح مصرف کا انتخاب کرنا چاہیے۔ اس غرض کے لئے تیز نسیمی دوڑ، ویٹ لفٹنگ، زور آزمائی، گھڑ دوڑ، نیزہ بازی، تیراکی اور علمی و ذہنی آزمائش کے مقابلوں وغیرہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا حیوانی جذبوں کو گھٹانے اور ان میں خاطر خواہ حد تک کمی کرنے کے سلسلہ میں نہایت ہی مفید و ثمر آور ثابت ہو سکتا ہے۔

(۴) کتب دینیہ کا مطالعہ

ایسی کتابیں جو نوجوان نسل کے بگاڑ کو سنوارنے اور ان کے افکار، خیالات میں مثبت تبدیلی لانے کے لئے حیرت انگیز طور پر اپنا اثر رکھتی

ہیں ان میں قرآن پاک اور کتب حدیث و کتب تفسیر سرفہرست ہیں۔ اس لئے اگر قرآن پاک کی کثرت کے ساتھ تلاوت کی جائے اور کتب حدیث و تفسیر کو مسلسل زیر مطالعہ رکھا جائے تو اس سے بڑے دور رس نتائج کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر قرآن کے بعض اجزا یا اس کی چند سورتوں کو حفظ کر لینے کے ساتھ ساتھ احادیث نبویہ کے ایک مجموعہ کو بھی زبانی یاد کر لیا جائے تو اس سے مزید بہتر فوائد حاصل ہونے کی توقع کی جا سکتی ہے۔ اسی طرح سیرۃ نبوی، تاریخ خلفاء راشدین اور عظیم مسلم اسکالرز کی سوانح حیات پر لکھی گئی کتابوں سے استفادہ کرنا بھی موجودہ صورت میں مفید مطلب ہو سکتا ہے۔ ریڈیو و ٹیپ ریکارڈر وغیرہ کے ذریعہ قرآن پاک کی تلاوت کی سماعت اور دینی و علمی موضوعات پر مبنی لیکچرز سے استفادہ بھی نوجوان طبقہ کے فکر و عمل کے درمیان مثبت رابطہ پیدا کرنے میں بنیادی و اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔

### خلاصہ کلام

پچھلی سطور میں جس مسئلہ پر بحث کی گئی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ نوجوان طبقہ کی بے راہ روی اور ان کی ابتری کا بہترین حل تو بہر حال ان کی بروقت شادی ہی ہے۔ لیکن اگر کسی کے لئے اس کے خاص حالات کے پس نظر شادی کرنا ممکن نہ رہے تو اس کے لئے احکام شریعت کے مطابق روزے رکھنا، ذہنی و فکری مصروفیات کے کاموں میں دلچسپی اور

جسمانی مشقت کے کاموں کی طرف رغبت و میلان ایسی چیزیں ہیں جو حیوانی جذبات پر قابو پانے میں نہایت معاون ثابت ہو سکتی ہیں۔ اسی طرح ذہنی، فکری، علمی، اصلاحی اور تربیتی کتابوں کے ساتھ شغف اور ان کا کثرت کے ساتھ مطالعہ بھی انسان کے لئے ذہنی پراگندگی سے چھٹکارا حاصل کرنے کا بہت اہم ذریعہ ہے۔ کیونکہ علم سے انسان کو وہ روشنی میسر آتی ہے جس سے اس کا قلب منور اور ذہن پر سکون ہو جاتا ہے۔ اور علم ہی وہ طاقت ہے جو انسان کو عزم و ہمت کا پہاڑ بنا دیتی ہے۔ چونکہ علم سراسر فائدہ ہی فائدہ ہے جس سے کسی صورت بھی کسی قسم کے نقصان کے پہنچنے کا کوئی احتمال نہیں ہے اس لئے اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہیے۔

علاوہ ازیں محرمات سے اجتناب اور نگاہوں کی حفاظت کے بھی انسان کے دل و دماغ پر بڑے گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس لئے اس جانب بھی خصوصی توجہ مبذول کرنے کی ضرورت ہے۔

مندرجہ بالا احتیاطی تدابیر کو اختیار کرنے کے علاوہ بارگاہ الہی میں نہایت عاجزی و انکساری کے ساتھ دست بدعا بھی رہنا چاہئے تاکہ اللہ رب العزت اپنی کمال شفقت و مہربانی سے اسلامی نکاح کے راستہ میں غیر اسلامی رسومات کے رواج پا جانے کی وجہ سے حائل ہو جانے والی ہر تمام قسم کی مشکلات کو دور فرما کر نوجوان طبقہ کو درپیش مسائل سے نجات دلائے۔

## بارگاہ الہی میں شرف قبولیت پانے والی دعا

رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے رات کو بیدار ہو کر مندرجہ ذیل کلمات کہے :

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ قَالَ : اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي أَوْ دَعَا اسْتَجِيبَ لَهُ فَإِنَّ تَوْضًا وَصَلَّى قُبِلَتْ صَلَاتُهُ « رواه البخاري »

(اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ، وہ اکیلا ہے ، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس کی بادشاہت ہے۔ اور اسی کی تعریف ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ پاک ہے۔ اور ہر تعریف اللہ ہی کے لئے ہے۔ اور اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے۔ اور اللہ بہت بڑا ہے۔ اور نہیں ہے طاقت نقصان سے بچنے کی اور نہ فائدہ حاصل کرنے کی مگر اللہ کے ساتھ)

پھر اس کے بعد جب وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ پھیلا کر کہتا ہے کہ بار الہی میری خطاؤں کو معاف فرما دے۔ یا کسی اور دعا کے لئے عرض گزار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر دعا کو شرف قبولیت سے نوازتا ہے۔ اور اگر وہ اس وقت وضو کر کے نماز بھی ادا کرے تو اس کی نماز کو بھی قبول کر لیا جاتا ہے۔



## خاندانی منصوبہ بندی اور اس کے نقصانات

۱- ارشاد خداوندی ہے۔

{الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا} «الكهف ۴۶»

مال اور بیٹے تو صرف دنیاوی زندگی کی ہی رونق ہیں  
مال اور اولاد اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتیں ہیں۔ ان سے ہر چند کہ  
دنیاوی زندگی کو ہنگامی زیبائش اور عارضی حسن ہی حاصل ہوتا ہے لیکن پھر  
بھی انسان ان کے حصول کے لئے بھرپور جدوجہد میں مصروف رہتا ہے۔  
کیونکہ ان کے حاصل کرنے کی فطری خواہش انسان میں بنیادی طور پر  
ودیعت کر دی گئی ہے۔ البتہ شیطان وصف انسانوں نے بعض لوگوں کو  
فطرت کی اس راہ سے ہرکانے کی کوشش میں ان دونوں چیزوں (مال، اولاد)  
میں سے بچوں کی تعداد کو محدود کر دینے کا مشورہ دیا ہے۔ لیکن اس سلسلہ  
کا حیرت انگیز پہلو یہ ہے کہ ان لوگوں نے بچوں کی تعداد کو محدود کرنے کا تو  
مشورہ دے دیا ہے لیکن مال و دولت کو محدود انداز میں حاصل کرنے اور  
کمانے کا فلسفہ ظاہر کرنے کی زحمت نہیں کی۔ حالانکہ انصاف کے تقاضے  
کے مطابق ان دونوں چیزوں کو ایک ہی نقطہ نگاہ سے دیکھا جانا چاہیے تھا۔  
کیونکہ انسان کے دل میں مال و اولاد کے حصول کی خواہش یکساں طور پر  
بلا تمیز پائی جاتی ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ انسان کو دنیاوی زندگی یا اخروی

زندگی میں جو بھی منفعتیں حاصل ہوتی ہیں ان کے حصول میں یہ دونوں چیزیں برابر کی شریک ہیں ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

(إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ : صَدَقَةٌ جَارِيَةٌ ، أَوْ عِلْمٌ يُنْتَفَعُ بِهِ ، أَوْ وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُو لَهُ) «رواہ مسلم»

جب انسان کو موت آتی ہے تو ہر قسم کے عمل کا تعلق اس سے کٹ جاتا ہے۔ مگر تین قسم کے اعمال ایسے ہیں جن سے اس کو برابر ثواب پہنچتا رہتا ہے اور وہ یہ ہیں :

صدقہ جاریہ

وہ علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں

نیک اولاد جو اس کے لئے دعائے خیر کرتی رہے۔

۲ اسلام نے کثرت اولاد کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے ایسی عورت سے شادی کرنے کی رغبت دلائی ہے جو زیادہ بچوں کو پیدا کرنے کی اہلیت رکھتی ہو، چنانچہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

(تَزُوجُوا الْوَدُودَةَ الْوَلُودَةَ ، فَإِنَّهُنَّ مُكَاثِرٌ بِكُمْ الْأَمَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)

«صحیح انظر إرواء الغلیل ۱۷۸۴»

ایسی عورتوں سے شادی کرو جو زیادہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچوں کو جنم دینے کی اہلیت رکھنے والی ہوں۔ پس بیشک میں قیامت کے روز تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری قوموں پر فخر کروں گا۔

۳ اسلام خاندانی منصوبہ بندی کی اجازت عورت کو صرف ایسی

بیماری کی صورت میں دیتا ہے جس میں کسی صحیح العقیدہ مسلمان طیب کی رائے کے مطابق خاندانی منصوبہ بندی کے اصولوں پر عمل کرنا ضروری ہو جائے۔ وگرنہ اس کے علاوہ مالی وسائل کی کمی اور بھوک و افلاس کی زیادتی ایسے جتنے بھی مصنوعی بہانے تراشے جاتے ہیں ان کو بنیاد بنا کر خاندانی منصوبہ بندی کے اصولوں پر عمل کرنا شرعاً ناجائز ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

«الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ» البقرة ۲۶۶

شیطان تمہیں فقر و تنگدستی سے ڈراتا ہے۔

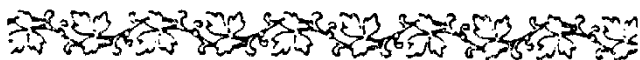
دشمنان اسلام اگر ایک طرف مسلمانوں کو ان کے اپنے علاقوں میں نچا دکھانے کی غرض سے ان کی آبادی کو روک کر انہیں اقلیت میں تبدیل کرنے کی مذموم جدوجہد میں لگے ہوئے ہیں تو دوسری طرف وہ مسلمانوں پر اپنی فوقیت جتانے کی غرض سے اپنی آبادی کے اضافے کے لئے سرٹوژ کوششوں میں بھی مصروف کار ہیں۔ اور ستم یہ ہے کہ یہ لوگ مصر وغیرہ میں خاندانی منصوبہ بندی کی پرفریب و پرنکش اسطلاح کو استعمال کر کے اپنے گھناؤنے ہتھکنڈوں میں کافی حد تک کامیابی بھی حاصل کر چکے ہیں۔

لیکن اس سلسلے کا قابل افسوس پہلو یہ ہے کہ دکھی انسانیت کے یہ ٹام نہاد ہمدرد غریب و افلاس کے مارے ہوؤں کی بھوک مٹانے اور اس پر قابو پانے کے لئے روٹی کی ایک تکیا تک تو میا نہ کر سکے البتہ اپنے اسلام دشمن مقاصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے خاص قسم کی دوائیاں

ENTY PREGNANCY MEDICINES) پافر مقدار میں مفت سیا

کر کے لوگوں کو ان کے استعمال کے ذریعہ خوشحالی و ترقی کی منازل سے ہمکنار ہونے کے سنہری باغ دکھا دکھا کر اپنی گھنڈانی سازشوں کو عملی جامہ پہنانے کے مذموم عزائم میں کامیابی حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔

لیکن اب سوال یہ ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی کے پس پردہ مسلمانوں کے دین کے خلاف جن سازشوں کی منصوبہ بندی کار فرما ہے کیا ان ساری سازشوں سے مسلمان بخوبی آگاہ ہو چکے ہیں؟



رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ  
وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا

اے رب! ہمیں اپنی بیویوں اور بچوں کی طرف سے آنکھوں کی  
ٹھنڈک نصیب فرما، اور ہمیں پرہیزگاروں کا رہبر بنا۔



## نماز پڑھنے کی فضیلت اور چھوڑنے پر وعید

ارشادات خداوندی!!

(۱) «وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُّكْرَمُونَ»  
(سورة المعارج)

اور وہ جو لوگ اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں، ایسی وہ لوگ ہیں جو جنات میں عزت و احترام کے ساتھ رہیں گے۔

(۲) «وَأَقِمِ الصَّلَاةَ ، إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ»  
(سورة العنكبوت)

اور نماز کا اہتمام کرو۔ بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔

(۳) «قَوْلٌ لِلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ»

(سورة الماعون)

یہں ہلاکت ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔ (یعنی وہ بغیر کسی عذر کے نماز کو وقت پر ادا نہیں کرتے)

«قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ، الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ»  
(سورة المؤمنون)

یقیناً کامیاب ہوئے وہ مومن جو اپنی نمازوں میں مجز و انکساری کو اختیار کرنے والے ہیں۔

« فَخَلْفَ مَنْ بَعْدِهِمْ خَلْفُ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَاتِ  
فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غِيَابًا » (سورۃ سریم)

پھر ان کے بعد ایسے جائیں ابھرے جنہوں نے نماز کو ضائع کر دیا اور خواہشات کے پیچھے پڑ گئے، یہ لوگ عنقریب اپنی گمراہی و بے راہ روی کے انجام سے دوچار ہوں گے۔

### فرمودات نبوی

« الْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ ، فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ »  
(صحیح روای احمد وغیرہ)

ہم (مسلمانوں) اور ان (کفار و منافقین) کے درمیان معاہدہ نماز کا ہے، پس جس شخص نے نماز کو چھوڑ دیا اس نے کفر کے رستہ کو اختیار کر لیا۔

« بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشُّرْكِ وَالْكَفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ » (روای مسلم)  
بندہ مومن اور اہل شرک و کفر کے درمیان فاصلہ صرف نماز کا ہے۔

« أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْرًا بِيَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ ، هَلْ يَبْقَى مِنْ ذَرْبِهِ شَيْءٌ ؟ قَالُوا لَا يَبْقَى مِنْ ذَرْبِهِ شَيْءٌ . قَالَ فَكَذَلِكَ مَثَلُ الصَّلَاةِ الْخَمْسِ يَضْحَكُ اللَّهُ بِهِنَّ الْعَطَابَا » (متفق علیہ)

آپ مجھے یہ بتائیں کہ اگر تم سے کسی شخص کے دروازے کے باہل سامنے سے

نہر گزرتی ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا اس کے بعد بھی اس کے جسم پر کوئی میل پکھیل رہ جائے گی؟ لوگوں نے جواب دیا کہ اس کے بعد تو میل پکھیل ہرگز نہیں رہے گی، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ بالکل اسی طرح جو آدمی پانچ وقت کی نماز ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ ان نمازوں کی وجہ سے اس کے تمام گناہوں کو دھو ڈالتا ہے۔

## وضو اور نماز کا صحیح طریقہ

سب سے پہلے اپنی آستینوں کو کنبیوں تک چڑھائیں اور بسم اللہ پڑھیں، اس کے بعد

(۱) تین مرتبہ اپنے ہاتھوں کو دھوئیں، پھر تین مرتبہ کلی کرنے کے بعد تین مرتبہ ناک میں پانی چڑھائیں۔

(۲) تین مرتبہ اپنے چہرے کو دھوئیں، اس کے بعد دائیں بازو کو پھر بائیں بازو کو کنبیوں تک تین تین مرتبہ دھوئیں۔

(۳) کانوں سمیت اپنے سارے سر کا مسح کریں۔

(۴) پہلے دائیں پیر کو پھر بائیں پیر کو ٹخنوں تک تین تین بار دھوئیں۔

## نماز

نماز فجر

فجر کی نماز دو رکعت سنت اور دو رکعت فرض ہے۔

(۱) یاد رکھئے کہ نیت کا تعلق صرف دل سے ہے۔

(۲) سب سے پہلے قلب رخ ہو کر کھڑے ہو جائیں اور پھر اپنے ہاتھوں کو کانوں تک لے جا کر ”اللہ اکبر“ کہیں۔

(۳) سینے پر اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر یہ کلمات پڑھیں:

«سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ»

پاک ہے تو اے اللہ اور تو ہی تعریف کے لائق ہے اور تیرا نام برکتوں والا ہے اور تیری شان بہت اونچی ہے اور تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔  
(نوٹ) مندرجہ بالا کلمات کے علاوہ ان تمام کلمات کو ادا کرنا درست ہے جن کا ذکر حدیث کی کتابوں میں موجود ہے۔

### پہلی رکعت

(مندرجہ بالا ثناء کے بعد) چپکے سے

«أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ . الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ . مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ  
. إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ . إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ .  
صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ . غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا  
الضَّالِّينَ . آمِينَ .

اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے، شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے



جو بڑا رحم کرنے والا نہایت مہربان ہے، سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام کائنات کا پالنے والا ہے، نہایت رحم والا بہت مہربان، جزا کے دن کا مالک ہے، تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں، ہمیں سیدھا راستہ دکھا تا رہ، ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا، جن پر نہ تو تیرا غضب نازل ہوا اور نہ ہی وہ گمراہ ہوئے، (دعا قبول فرما)

اس کے بعد مندرجہ ذیل سورت یا کوئی اور سورت پڑھیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ . قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ . اللّٰهُ الصَّمَدُ .  
لَمْ یَلِدْ . وَلَمْ یُوَلَدْ . وَلَمْ یَكُنْ لَهُ کُفُوًا اَحَدٌ .

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا رحم کرنے والا نہایت مہربان ہے، بر ملا کہہ دو (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) وہ اللہ ایک ہی ہے، وہ اللہ سب سے بے نیاز ہے، سب اس کے محتاج ہیں۔ وہ کسی کا باپ نہیں ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ ہی اس کا کوئی کفو، ہمسرہ ہے۔

پھر اس کے بعد:

(۱) اپنے ہاتھوں کو (کانوں تک) اٹھا کر تکبیر (اللہ اکبر) کہئے اور رکوع میں چلے جائیے اور اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھ لیں اور تین بار «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ» (پاک ہے میرا رب بزرگ) پڑھیں۔

(۲) اب سیدھے کھڑے ہو جائیں اور اپنے ہاتھوں کو (کانوں تک) اٹھاتے ہوئے یہ کلمات ادا کریں " «سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ . اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ»

(من لیا اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی تعریف کو جس نے اس کی حمد بیان کی) اے ہمارے رب تیرے لئے ہی تعریف ہے)

(۳) تکبیر (اللہ اکبر) کہہ کر سجدہ ریز ہو جائیں، اپنے ہاتھوں، گھٹنوں، پیشانی، ناک اور پیروں کی انگلیوں کو قبلہ رخ کر کے زمین پر رکھ دیں اور یہ تسبیح تین مرتبہ پڑھیں

«سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى» (پاک ہے میرا رب بہت بلند)

(۴) اپنے سر کو سجدہ سے اٹھاتے ہوئے تکبیر (اللہ اکبر) کہتے اور اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ کر یہ دعا پڑھیں

«رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ»

(اے میرے رب مجھے معاف کر دے اور مجھ پر رحم فرما اور میری رہنمائی کر اور مجھے صحت عطا فرما اور مجھے رزق عنایت کر۔)

(۵) تکبیر (اللہ اکبر) کہہ کر دوبارہ سجدہ کے لئے اپنی پیشانی زمین پر رکھ دیں اور تین مرتبہ تسبیح پڑھیں۔

«سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى» (پاک ہے میرا رب بہت بلند) اب آپ کی پہلی رکعت مکمل ہو گئی ہے۔

### دوسری رکعت

(۱) اب دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہو جائیں اور پہلی رکعت کی طرح اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر سورہ فاتحہ پڑھیں۔ اس کے بعد کوئی سی چھوٹی سورت یا قرآن پاک کا جو بھی حصہ آپ کو یاد ہو اس کو پڑھیں۔

(۲) پہلی رکعت کی طرح رکوع و سجدہ وغیرہ کریں دوسرے سجدہ کے بعد آپ (تشمہ کے لئے) بیٹھ جائیں اور بیٹھتے ہی اپنے داہنے ہاتھ کی انگلیاں اکٹھی کر لیں اور اسی ہاتھ کے انگوٹھے کے ساتھ ملی ہوئی انگلی (سبابہ) کو اٹھائیں اور اس کو حرکت دینے کے ساتھ ساتھ مندرجہ ذیل کلمات پڑھتے جائیں:

«التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ ، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ . السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ . أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ .»

«اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ . اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ .»

ترجمہ: سب ازکار و وظائف اور سب عجز و نیاز اور سب صدقات و خیرات صرف اللہ کے لئے ہیں، اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں اقرار کرتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور میں اقرار کرتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس (اللہ) کے بندے اور اس (اللہ) کے رسول ہیں۔

الہی رحمت فرما حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور آپ کی آل پر جس طرح تو نے رحمت فرمائی حضرت ابراہیم (علیہ السلام) اور آپ کی آل پر، بے شک آپ تعریف

کے لائق اور بزرگی والے ہیں۔ الٰہی برکت نازل فرما حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کی آل پر، جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم (علیہ السلام) اور آپ کی آل پر، بے شک تو تعریف کے لائق اور بزرگی والا ہے۔

(۳) اب آپ مندرجہ ذیل دعا (یا کوئی اور دعا) پڑھیں:

«اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ .  
وَمِنْ فِتْنَةِ السَّحَابِ وَالصَّاتِ . وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدُّجَالِ .»

ترجمہ: اے اللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں جہنم اور قبر کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے اور مسیح و جال کے فتنے سے۔

(۴) اب دائیں اور بائیں جانب منہ پھرتے ہوئے

«السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ»

(سلام ہو تم پر اور اللہ کی رحمت ہو) کہئے۔

## نماز کے چیدہ چیدہ مسائل

(۱) فرض نماز کی ادائیگی سے قبل جو سنتیں پڑھی جاتی ہیں ان کو ”السنة القبلية“ کہتے ہیں اور ”السنة الابعة“ سے مراد وہ سنتیں ہیں جو فرض نماز کے بعد ادا کی جاتی ہیں۔

(۲) نہایت سکون و اطمینان سے نماز ادا کریں اور ادھر ادھر دیکھنے کی بجائے اپنے سجدہ کی جگہ پر نگاہ جمائے رکھیں۔

(۳) جب آپ امام کی قرأت کو سن رہے ہوں تو اس وقت آپ کو خاموشی اختیار کئے رکھنی چاہئے اور اگر امام کی قرأت کو آپ سن نہ پا رہے ہوں تو اس صورت میں آپ کو قرأت کرنا ہوگی۔

(۴) جمعہ کی نماز کے فرض دو رکعت ہیں جن کو مسجد میں خطبہ کے بعد ہی ادا کیا جاتا ہے۔

(۵) مغرب کی نماز کے فرض تین رکعت ہیں۔ پہلی دو رکعت تو آپ نماز فجر کی دونوں رکعتوں کی طرح ادا کریں گے البتہ جب آپ سارا "التیمات" یعنی تشہد (د رسولہ تک) پڑھ لیں تو سلام پھیرنے کی بجائے کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے ہوئے بحیر کہہ کر تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ اس رکعت میں صرف سورت فاتحہ کے پڑھنے پر ہی اکتفا کریں۔ اس کے بعد فجر کی نماز کی طرح اپنی اس نماز کو مکمل کر کے دائیں اور بائیں جانب سلام پھیر دیں۔

(۶) ظہر، عصر اور عشاء کی نمازوں میں سے ہر نماز کے فرض کی تعداد چار چار رکعتیں ہیں۔ پہلی دو رکعت فجر کی دونوں رکعتوں کی طرح ادا کریں اور جب آپ "التیمات اللہ" پڑھ چکیں تو سلام پھیرنے کی بجائے تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ اس کی تکمیل کے بعد یعنی دونوں سجدوں کے بعد چوتھی رکعت کے لئے پھر اٹھ کھڑے ہوں۔ ان دونوں رکعتوں میں صرف سورت فاتحہ ہی پڑھیں اور پھر تیسرے نماز کو سلام پھیرنے تک بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق مکمل کریں۔

(۷) وتر کی نماز تین رکعتوں پر مشتمل ہے اس کو ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ پہلے دو رکعت نماز ادا کریں۔ سلام پھیرنے کے بعد فوراً اٹھ کر ایک رکعت طیلحہ سے

ادا کر کے اس تیسری رکعت کی سلام پھیر دیں اور اگر آپ تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے مندرجہ ذیل دعا بھی پڑھ لیں تو یہ زیادہ بہتر اور افضل ہوگا۔

اَللّٰهُمَّ اِهْدِنِيْ فَيْمَنْ هَدَيْتَ ، وَعَافِنِيْ فَيْمَنْ عَافَيْتَ ، وَتَوَلَّنِيْ فَيْمَنْ تَوَلَّيْتَ ، وَبَارِكْ لِيْ فَيْمَا اَعْطَيْتَ ، وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ ، فَاِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضَىٰ عَلَيْكَ ، اِنَّهُ لَا يَبْدُلُ مَنْ وَاَلَيْتَ ، وَلَا يَعْزُ مَنْ عَادَيْتَ ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ ، نَسْتَغْفِرُكَ وَتَتَوَبُّ اِلَيْكَ ، وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَي النَّبِيِّ

الہی مجھے اپنے ہدایت یافتہ لوگوں میں ہدایت دے اور جن کو تو نے عافیت بخشی ہے ان میں مجھے عافیت دے اور میری کارسازی فرما ان میں جن کا تو کارساز بنا اور جو تو نے مجھے عطا فرمایا ہے اس میں برکت عنایت کر اور جس تکلیف کا تو نے فیصلہ کر لیا ہے اس سے مجھے محفوظ فرما۔ اس لئے کہ تو فیصلہ فرماتا ہے اور تیرے فیصلے کے خلاف فیصلہ نہیں کیا جاتا اور جس سے تو محبت رکھے وہ ذلیل و خوار ہونے سے بچ جاتا ہے اور جس سے تیری دشمنی ہو وہ عزت نہیں پاتا۔ اے رب ہمارے تو برکت والا ہے اور بلند و بالا (۸) اگر آپ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے لگیں تو کھڑے ہو کر تکبیر کیسے پھر امام جس حالت میں بھی ہو اس کے ساتھ مل جائیں۔ چاہے وہ رکوع کی حالت میں ہی کیوں نہ ہو اور اس رکعت کو شمار کر لو بشرطیکہ تم امام کے رکوع سے سر اٹھانے سے پہلے رکوع میں مل جاؤ اور اگر امام تمہارے رکوع میں جانے سے پہلے رکوع سے سر اٹھ لے تو پھر اس رکعت کو شمار نہ کرو۔ اس کے بعد امام کی اقتداء میں نماز ادا کرتے چلے جائیں۔

۱۔ جمہور صلوات کا مسلک تو یہی ہے البتہ علماء اہل حدیث کا فتویٰ مذکورہ صورت میں یہ ہے کہ معتدی امام کے ساتھ مل ہو جائے گا۔ لیکن رکوع میں ملنے کی صورت میں رکعت شمار نہیں ہوگی کیونکہ غازی کی ہر رکعت کیلئے سورت فاتحہ کی قرأت ضروری ہے (مترجم)

(۸) اگر آپ امام کے ساتھ ایسی حالت میں لے ہیں کہ آپ کی ایک رکعت یا اس سے کم و بیش نماز امام کے ساتھ ادا کرنے سے رو گئی ہے تو ایسی صورت میں آپ امام کی اقتداء میں وہ نماز ادا کر لیں جو امام نے ابھی ادا کرنی ہے لیکن جب امام سلام پھیرے اس کے ساتھ سلام پھیرنے کی بجائے کھڑے ہو جائیں اور بقیہ نماز کی تکمیل کر لیں۔

(۹) نماز کو جلدی جلدی ادا کرنے سے اجراز کریں اس لئے کہ اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو جلدی جلدی نماز پڑھتے ہوئے رکعتوں میں سے ارشاد فرمایا کہ اوجع لصل لفلک لم تصل

یعنی تو نے جو پہلے نماز پڑھی ہے اس کی کوئی مستقیمت نہیں لہذا واپس جاؤ اور دوبارہ نماز ادا کرو۔ (دوسری مرتبہ بھی اس نے اسی طرح نماز پڑھی تو اس کو پھر نماز دہرانے کا حکم دیا گیا پھر تیسری بار بھی ایسا ہی ہوا تو آخر کار تیسری دفعہ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نماز پڑھنا سکھلا دیجئے تو پھر آپ نے اس سے ارشاد فرمایا کہ

وَارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنُّ رَأْسُكَ ، ثُمَّ ارْقِعْ حَتَّى تَسْتَوِيَ قَانِعًا ،  
ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنُّ سَاجِدًا ، ثُمَّ ارْقِعْ حَتَّى تَطْمَئِنُّ جَالِسًا ،  
(متفق علیہ)

یعنی آپ پورے اطمینان کے ساتھ رکوع کریں۔ پھر رکوع سے اٹھ کر بائٹل سیدھے کھڑے ہو جائیں۔ پھر پورے اطمینان سے سجدہ کریں پھر سجدہ سے اٹھیں اور مکمل اطمینان و سکون کے ساتھ بیٹھ جائیں۔

(۱۰) اگر نماز ادا کرتے ہوئے بھول چوک میں آپ سے اس کا کوئی واجب چھوٹ جاتا ہے مثلاً کے طور پر آپ پہلا تشہد "تیمات" بھول جاتے ہیں یا پڑھی ہوئی رکعتوں

میں آپ کو کمی و بیشی کا شک گزرتا ہے تو اس صورت میں آپ کمی والے پہلو کو سامنے رکھ کر نماز کی تکمیل کریں اور تشدد کے آخر میں دو سجدے کر کے سلام پھیر دیں۔ آخر میں ادا کئے جانے والے سجدوں کو ”سجدہ سو“ کہا جاتا ہے۔

(۴) نماز کی ادائیگی کے دوران بے جا حرکتوں سے اجتناب کریں اس لئے کہ اس سے نماز کا خشوع و خضوع ختم ہو جاتا ہے اور اگر نماز میں اس قسم کی فضول حرکتیں کثرت سے کی جائیں تو اس سے نماز کے فاسد و باطل ہو جانے کا اندیشہ بھی ہوتا ہے۔

## نماز سے متعلق چند احادیث

(۱) «صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي» (رواہ البخاری) ۷۰  
نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے دیکھتے ہو۔

(۲) إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رُكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ» (رواہ البخاری)

تم میں سے جب کوئی مسجد میں آئے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز ادا کرے۔  
(اسی نماز کو تیمتہ المسجد کہتے ہیں)

(۳) «لَا تَجْلِسُوا عَلَى الْقُبُورِ ، وَلَا تَصَلُّوا إِلَيْهَا» (رواہ مسلم)  
قبروں کے اوپر مت بیٹھو اور ان کی طرف منہ کر کے نماز نہ پڑھو۔



(۴) « إِذَا أَقِيَمْتَ الصَّلَاةَ ، فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ »

(رواہ مسلم)

جب نماز کے لئے اقامت کہہ دی جائے تو پھر فرض نماز کے علاوہ دوسری کوئی نماز نہیں ہوتی۔

(۵) « أَمَرْتُ أَنْ لَا أَكْفُ ثَوْبًا » (رواہ مسلم)

مجھے حکم ملا ہے کہ میں (نماز میں) کپڑوں کو اکٹھا نہ کروں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس سے مقصود نماز کی حالت میں آستینوں کو چڑھانے یا کسی دوسرے کپڑے کو اکٹھا کرنے سے روکنا ہے۔

« أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ وَتَرَاصُوا ، وَفِي رِوَايَةٍ وَكَانَ أَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنَكِبَهُ بِمَنَكِبِ صَاحِبِهِ ، وَقَدَّمَهُ بِقَدَمِهِ » (رواہ البخاری)

اپنی صفوں کو سیدھا رکھو اور آپس میں مل جاؤ۔ دوسری روایت میں (صحابہ کے حضور کے ارشاد پر عمل کے بارہ میں) اس طرح ذکر آتا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے کندھے کو اپنے ساتھی کے کندھے کے ساتھ اور اپنے پاؤں کو اپنے ساتھی کے پاؤں کے ساتھ ملا کر کھڑا ہوا کرتا تھا۔

« إِذَا أَقِيَمْتَ الصَّلَاةَ فَلَا تَأْتُوَهَا وَأَنْتُمْ تَسْعَوْنَ ، وَأَتُوَهَا وَأَنْتُمْ تَمَشُونَ ، وَعَلَيْكُمْ السَّكِينَةُ ، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا ، وَمَا فَاتَكُمْ فَأْتُوا » (متفق علیہ)

جب نماز کھڑی ہو جائے تو دوڑتے ہوئے اس کے ساتھ لٹنے کی کوشش نہ کرو۔

بلکہ بڑے سکون کے ساتھ چلتے ہوئے آکر جماعت میں شامل ہو جاؤ۔ پس نماز سے جو حصہ مل جائے اس کو جماعت کے ساتھ ادا کر لو اور جو رہ جائے اس کی بعد میں تکمیل کر لو۔

(۸) «إِرْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنُّ رَاكِعًا ، ثُمَّ ارْقِعْ حَتَّى تَعْتَدِلَ قَانِمًا ، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنُّ سَاجِدًا . (رواہ البخاری)

پورے اطمینان کے ساتھ رکوع کرو۔ پھر سر اٹھا کر سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر کھل اطمینان کے ساتھ سجدہ کرو۔

(۹) «إِذَا سَجَدْتَ فَضَعْ كَفَّيْكَ ، وَارْقِعْ مِرْقَعَيْكَ» (رواہ مسلم)

جب آپ سجدہ کریں تو اپنی ہتھیلیوں کو زمین پر رکھ لیں اور اپنی کہنیوں کو زمین سے اٹھا کر رکھیں۔

(۱۰) «إِنِّي إِمَامُكُمْ فَلَا تُسَيِّقُونِي بِالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ» (رواہ مسلم)

بے شک میں تمہارا امام ہوں۔ لہذا تم مجھ سے پہلے رکوع اور سجدہ کرنے کی کوشش نہ کرو۔

(۱۱) «أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الصَّلَاةُ فَإِنْ صَلَحَتْ صَلَحَ لَهُ سَائِرُ عَمَلِهِ ، وَإِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ سَائِرُ عَمَلِهِ»

(رواہ الطبرانی والضحیاء وصحیحہ الألبانی وغیرہ بشواہد)

قیامت کے روز سب سے پہلے جس بات کا بندہ مومن سے حساب لیا جائے گا

نماز ہے۔ پس اگر نماز کا معاملہ درست نکلا تو دوسرے تمام اعمال میں بھی اس کی کامیابی

کے امکانات روشن ہوں گے۔ لیکن اگر نماز کے حساب میں گڑبڑ ہو گئی تو اس کے دوسرے اعمال میں بھی اس کی خیر نہیں ہوگی۔

## نماز جمعہ اور نماز باجماعت کا وجوب

کتاب و سنت سے بیان کئے گئے مندرجہ ذیل دلائل کی روشنی میں مرد حضرات پر واجب ہے کہ وہ نماز جمعہ سمیت ہجگاہ نمازوں کو جماعت کے ساتھ ادا کریں۔

«يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ ،  
فَاسْتَوُوا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ، وَذَرُوا الْبَيْعَ ، ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ ، إِنْ

كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ» (سورة الجمعة)

اے ایمان والو! جمعہ کے دن جب نماز کے لئے بلایا جائے تو خرید و فروخت کو چھوڑ کر اللہ کے ذکر کے لئے دوڑ پڑو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔

(۲) رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

«مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمُعٍ تَهَارُنَا بِهَا ، طَمَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قَلْبِهِ»  
(صحیح رواہ أحمد)

جس شخص نے مسلسل تین جمعے ہم دلچسپی کی وجہ سے چھوڑ دیئے اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے دل پر سرایت کر دیتا ہے۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَمُرَ فِتْيَتِي ، فَيَجْمَعُوا لِي حِزْمًا مِنْ حَطَبٍ ،  
ثُمَّ آتِي قَوْمًا يُصَلُّونَ فِي بُيُوتِهِمْ لِيَسْتَبِطُوا بِهِمْ عَلَيَّ ،  
فَأَحْرَقَهَا عَلَيْهِمْ» (رواه مسلم)

میرا دل چاہا کہ اپنے جوانوں سے کہہ دوں کہ وہ ٹکڑیوں کے چند گٹھے جمع کریں اور  
جو لوگ بلاوجہ اپنے گھروں میں نماز پڑھتے ہیں ان کے گھروں کو جلا کر راکھ کر دوں۔  
(۴) آقائے دو جہاں کا ارشاد ہے:

«مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ ، فَلَمْ يَأْتِهِ ، فَلَا صَلَاةَ لَهُ إِلَّا مِنْ عَذْرِهِ»  
(صحیح رواہ ابن ماجہ)

جو شخص اذان سن کر نماز کے لئے نہیں آتا اس کی بغیر عذر (خوف بیماری وغیرہ)  
کے کوئی نماز قبول نہیں ہوگی۔

(۵) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک نابینا آدمی آیا اور اس نے آکر  
عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے پاس کسی ایسے آدمی کا انتظام نہیں  
ہے جو اپنی رہنمائی میں مجھے مسجد تک لاسکے۔ لہذا آپ مجھے اجازت دے دیں کہ میں  
گھر میں ہی نماز ادا کر لیا کروں۔ آپ نے اس کو اجازت مرحمت فرمادی پھر جب وہ چلا  
گیا تو اس کو واپس بلا کر پوچھا کہ

«هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ (بالصلاة) ؟ قَالَ نَعَمْ ، قَالَ فَأَجِبْ»  
(رواه مسلم)

یعنی کیا تو اذان کو سنتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ہاں سنتا ہوں تو آپ نے فرمایا کہ

پھر تو ہمیں اذان کا جواب دینا ہوگا (یعنی مسجد میں آکر ہی نماز ادا کرنا ہوگی)

(۶) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

«مَنْ اغْتَسَلَ ، ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ ، فَصَلَّى مَا قُدِّرَ لَهُ ، ثُمَّ أَنْصَتَ حَتَّى يَنْفُرَ الْإِمَامُ مِنْ خُطْبَتِهِ ، ثُمَّ يُصَلِّيَ مَعَهُ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى ، وَفَضْلُ (أَي زِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ) (رواه مسلم)

جو شخص غسل کر کے نماز جمعہ کے لئے آئے اور حسب توفیق نوافل ادا کرے اور پھر امام کے خطبہ سے فارغ ہونے تک خاموشی سے بیٹھا رہے اس کے بعد امام کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرے ایسے شخص کے اس جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک اور مزید (تین دن تک) کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

## میں جمعہ کا دن کیسے گزاروں گا

- (۱) جمعہ کے روز غسل کروں گا اور بڑھے ہوئے ناخنوں کو اتاروں گا اور وضو کرنے کے بعد صاف ستھرے کپڑے پہن کر خوشبو لگاؤں گا۔
- (۲) لسن یا کچا پياز کھانے سے احتراز کروں گا اور سگریٹ نوشی سے بھی پرہیز کروں گا مزید برآں مسواک یا ٹوتھ پیسٹ سے دانتوں کی صفائی کا اہتمام کروں گا۔
- (۳) مسجد میں داخل ہوتے ہی دو رکعت نماز (تہیتہ المسجد) ادا کروں گا۔ چاہے اس وقت امام صاحب منبر پر خطبہ ہی دے رہے ہوں اور خطبہ کے دوران میری یہ دو رکعت

نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی حقین میں ہو گی جس میں آپ سے فرمایا ہے:

«إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمْ الْجُمُعَةُ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ ، فَلْيَرْكَعْ رُكْعَتَيْنِ  
وَلْيَتَجَوَّزْ فِيهِمَا» (متفق علیہ)

یعنی جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ کی نماز کے لئے ایسے وقت میں آئے کہ امام خطبہ دے رہا ہو تو (بیٹھنے سے پہلے) پہلی چھلکی دو رکعتیں ادا کرے۔

(۴) ہر قسم کی گفتگو سے اجتناب کرتے ہوئے امام کے خطبہ کو سنتے کے لئے بیٹھ جاؤں گا۔

(۵) امام کی اقتداء میں جمعہ کی دو رکعت فرض نماز ادا کروں گا۔ (خیال رہے کہ نیت کا تعلق صرف دل کے ساتھ ہے)

(۶) جمعہ کی دو رکعت فرض نماز کے بعد صبح میں چار رکعت سنت نماز ادا کروں گا یا گھر پہنچ کر صرف دو رکعت سنت نماز پڑھوں گا اور حقیقت یہ ہے کہ گھر میں سنت نماز پڑھنا افضل ہے۔

(۷) جمعہ کے دن کثرت کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر دوود شریف پڑھنے کی کوشش کروں گا۔

(۸) جمعہ کے روز اللہ سے خوب دعائیں کرنا ہوں گی۔

اس لئے کہ اس دن کی دعا اور اس کی قبولیت کے بارے میں رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

«إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللَّهَ فِيهَا  
خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ» (متفق علیہ)

یعنی جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی ہے جس میں اگر کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے کسی بھلائی کی دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو شرف قبولت بخش کر اس کو مطلوبہ چیز عنایت فرماتا ہے۔

## گانے بجانے کے متعلق شرعی حکم

(۱) حق باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

«وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا» (سورة لقمان)

اور لوگوں میں سے ایسے بھی ہیں جو بے ہودہ اور فضول حکایتوں کو خریدتے ہیں تاکہ اللہ کے رستے سے بغیر علم کے گمراہ کریں اور ان آیات کا مذاق اڑائیں۔  
 جمہور مفسرین کا خیال ہے آیت مذکورہ میں ”لهو الحديث“ سے مراد گانا ہے۔  
 حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی اس سے گانا ہی مراد لیا ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ اس آیت کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ یہ آیت گانے بجانے اور آلات موسیقی کے بارہ میں نازل ہوئی تھی۔

(۲) شیطان نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تھا تو اس موقع پر رب العزت والجلال نے شیطان کو مخاطب کر کے فرمایا تھا:

«وَأَسْتَفْزِرُ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ» (سورة الإسراء)

یعنی بنی آدم میں سے جس کو تو اپنی آواز سے بکا سکتا ہے بکا آ رہ۔  
 یہاں آواز سے مراد گانے بجانے اور آلات موسیقی ہیں۔

(۳) سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

«لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْحِرَّ وَالْحَرِيرَ ، وَالخَمْرَ  
وَالْمَعَازِفَ» (صحيح رواه البخاري وأبو داود)

اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ میری امت میں اسلام کے ایسے دعویدار بھی ہوں گے جو زنا کے ارتکاب، اصلی رشیم کے استعمال، شراب نوشی اور سماع موسیقی کو جائز خیال کریں گے۔ حالانکہ یہ چیزیں حرام ہیں۔

حدیث میں مذکور ”معاذف“ سے ہر قسم کی وہ سراور آواز مراد ہے جس کو سن کر آدمی جھوم اٹھتا ہے جیسے کہ سارنگی، بانسری، ڈھول، ڈگڈگی اور باجے وغیرہ کی آواز ہے۔ حتیٰ کہ گھنٹی کی آواز بھی ان ہی آوازوں میں شامل ہے۔ اس لئے کہ گھنٹی کے بارہ میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

«الجرسُ مزَامِيرُ الشَّيْطَانِ» (رواہ مسلم)

یعنی گھنٹی شیطان کے آلات موسیقی میں سے ہے۔

یہ حدیث گھنٹی کے اپنی آواز کی وجہ سے مکروہ ہونے پر دلالت کرتی ہے اور لوگ اس گھنٹی کو اپنے چوپایوں کی گردنوں کے ساتھ اس لئے باندھا کرتے تھے کہ یہ اپنی شکل و صورت میں نصاریٰ کی اس ناقوس کے ساتھ مشابہت رکھتی تھی جس کو وہ اپنی مذہبی رسوم کی ادائیگی کے موقع پر بجایا کرتے تھے۔ لیکن اگر آج اس کی ضرورت محسوس ہو تو اس گھنٹی کی بجائے (Bird Bell) سے کام لیا جاسکتا ہے۔

کتاب القضاء میں امام شافعی رحمۃ اللہ سے نقل کیا گیا ہے:

«الغِنَاءُ لَهُوَ مَكْرُوهٌ ، يُشْبِهُ الْبَاطِلَ ، مَنْ اسْتَكْتَفَرَ مِنْهُ فَهُوَ سَفِيهٌ ، تَرَدُّ شَهَادَتُهُ»

گانا بجانا لطف اندوز کرنے والی ایسی مکروہ چیز ہے جو حرام کے بہت قریب ہے۔



کثرت کے ساتھ اس سے لگاؤ رکھنے والا انسان احمق و بے وقوف ہے اور ایسے شخص کی شہادت کو قبول نہیں کیا جائے گا۔

آج کل شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے موقع پر گائے جانے والے گیت 'ریڈیو اور ٹیلی وژن پر نشر کئے جانے والے گانے اکثر و بیشتر عشق و محبت، بوس و کنار، محبوب سے ملاقات، معشوق کے ضد و خیال کی رعنائی اور اس کے تد و قامت کی خوبصورتی کے تذکروں کے علاوہ جنسی (Sexual) باتوں سے بھرپور ہوتے ہیں۔ ایسے گانے نوجوانوں کے جذبات کو بھڑکانے اور ان میں بیجانی کیفیت پیدا کرنے کا موجب بنتے ہیں اور پھر ان کو فحاشی و بے راہ روی کے راستے پر ڈال کر ان کے اخلاق کا ستیا ناس کر دیتے ہیں اور جب گلوکار اور گلوکارائیں (یہ ایسے لوگ ہیں جو شیخ اور فن کے نام پر لوگوں کے مالوں پر ڈاکے ڈالتے ہیں اور پھر حرام کی کمائی سے یورپ میں بڑے بڑے بنگلے اور کاریں خرید کر پر تعیش زندگی بسر کرتے ہیں) آلات موسیقی کی دھنوں پر اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہیں تو اپنے اخلاق پانستہ گیتوں اور جنسی فلموں کے ذریعہ قوم کے اخلاق کی بربادی کا مزید ذریعہ ثابت ہوتے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ نوجوان طبقہ کی ایک کثیر تعداد ان لوگوں کے پھیلائے ہوئے فتنہ و فساد کے جال میں پھنس کر اللہ رب العزت کے علاوہ ان گلوکاروں کی محبت سے اپنے دل کی دنیا کو آباد کرنے کے درپے ہے۔ حد تو یہ ہے کہ ۱۹۶۷ء میں جب مسلمان فوج صیہونیوں کے ساتھ میدان کارزار میں نبرد آزما تھی، اس وقت ریڈیو اناؤنسر مسلمان فوجیوں کو ہمدردی و شجاعت کے جوہر دکھانے کی غرض سے مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے:

”آپ اپنے قدموں کو برابر بڑھاتے چلے جائیں اس لئے کہ تمہارے دلوں کو

گمانے اور ان میں جوش و جذبہ پیدا کرنے کے لئے فلاں و فلاں گلوکار اور گلوکارہ تمہارے ہم رکاب ہے اور جب تک یہودی مجرموں کا عبرت ناک ٹکست و ریخت استقبال نہیں کرتی تب تک آپ اپنی پیش قدمی جاری رکھیں۔" حالانکہ بحیثیت مسلمان اس کو چاہئے تھا کہ وہ اپنے فوجیوں کو مخاطب کر کے اس طرح کہتا: "دشمن کی طرف پیش قدمی جاری رکھو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ہر قسم کی تائید و نصرت کے ساتھ تمہاری مدد کو آن پہنچا ہے۔"

ایک گلوکارہ جو ہر ماہ مصر کے دار الحکومت قاہرہ میں باقاعدگی سے ایک تقریب میں اپنے فن کا مظاہرہ کرتی تھی اس نے تو ۱۹۶۷ء کی جنگ سے پیشتر ہی اپنے مداحوں کو یہ مژدہ سنا دیا تھا کہ اگر ہم (مصر) لڑائی جیت گئے تو وہ اپنا آئندہ پروگرام قاہرہ کی بجائے تل ابیب میں پیش کریں گی۔

لیکن دوسری جانب مسلمان قوم کے طرز عمل کے بالکل برعکس یہودیوں کی یہ حالت تھی کہ جنگ جیتنے کے بعد وہ (اپنے عقیدہ کے مطابق) اللہ تعالیٰ کے حضور تشکر کے جذبات لئے ہوئے دیوار گریہ کے پاس کھڑے اللہ تعالیٰ کا اس بات پر شکر ادا کرتے ہیں کہ اس کی تائید و نصرت سے وہ اس جنگ میں کامیابی سے ہمکنار ہوئے ہیں۔

ظلم تو یہ ہے کہ وہ ترانے جن کو دین و مذہب کی طرف منسوب کیا جاتا ہے ان میں بھی بہت سارے ترانے قابل اعتراض خیالات و افکار سے بھرپور ہوتے ہیں۔ ایک مذہبی ترانے کا مندرجہ ذیل شعر ملاحظہ فرمائیں کہ اس میں شاعر کیا کہہ رہا ہے:

وَقَبِلْ كُلُّ نَبِيٍّ عِنْدَ رَبِّهِ ۝ وَيَا مُحَمَّدُ هَذَا الْعَرْشُ فَاسْتَلِمِ  
اور کہا جائے گا کہ ہر نبی اپنے مقام و رتبہ پر کھڑا ہے اور اے محمد یہ رہا عرش آگے بڑھ کر اس کو تمام لو۔

شعر کا دوسرا مصرعہ تو صاف اللہ اور اس کے رسول پر جھوٹ اور بہتان ہے۔ یہ ایسی بات ہے جو حقیقت سے بالکل ہٹی ہوئی ہے۔

### گانے بجانے سے بچاؤ کا بہترین علاج

(۱) ریڈیو اور ٹیلی وژن وغیرہ پر نشر ہونے والے گیتوں کے سننے سے احتراز کیا جائے۔ خصوصاً انتہائی فحش اور سازوں کی دھن پر گائے جانے والے گانوں کی سماعت سے سختی کے ساتھ پرہیز کی جانی چاہئے۔

(۲) موسیقی اور گانے بجانے کے اثرات سے محفوظ رہنے کے لئے سب سے مؤثر ہتھیار اللہ تعالیٰ کے ذکر اور قرآن پاک کی تلاوت سے اپنے آپ کو لیس رکھنا ہے اور اس سلسلہ میں سورۃ بقرہ اپنا ایک خاص اثر رکھتی ہے۔ سورۃ بقرہ کی اس خصوصیت کو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمایا ہے:

«إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي يُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ»

(رواہ مسلم)

یعنی شیطان اس گھر سے دم دھا کر بھاگ نکلتا ہے جس میں سورۃ بقرہ کی تلاوت کی

جاتی ہو۔

قرآن حکیم کی خصوصیت کے بارے میں خالق کائنات کا ارشاد ہے:

«بِأَيِّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ»

(سورۃ یونس)

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت، سینوں کی بیماریوں کا

علاج اور مومنوں کے لئے ہدایت و رحمت پہنچ چکا ہے۔  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ، آپ کے روزمرہ کے معمولات  
زندگی پر گہری نگاہ اور صحابہ کرام کے حالات و واقعات سے متعلق واقفیت موسیقی و  
گانے بجانے سے بچاؤ کے لئے بہت مفید و کارآمد ذریعہ ثابت ہو سکتے ہیں۔

## شرعاً جائز گیت

(۱) عید کے روز گیت گانا جائز ہے اس کی دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت عائشہؓ سے  
روایت کی گئی ہے۔

« دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهَا ، وَعِنْدَهَا  
جَارِيَتَانِ تَضْرِبَانِ بِدَقِّينِ - وَفِي رِوَايَةٍ عِنْدِي جَارِيَتَانِ  
فُفْتِيَانِ - فَانْتَهَرَهُمَا أَبُو بَكْرٍ ، فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :  
دَعْنَهُنَّ ، فَإِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيدًا . وَإِنَّ عِيدَنَا هَذَا الْيَوْمَ »

(رواه البخاري)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے  
اور ان کے پاس اس وقت چھوٹی چھوٹی دو بچیاں گیت گاری تھیں، ان کو حضرت ابو بکر  
رضی اللہ عنہ نے ڈانٹا ڈپٹا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابو بکر ان کو  
گلی رہنے دو۔ بلاشبہ ہر قوم کے لئے کوئی نہ کوئی دن خوشی منانے کے لئے مقرر ہوتا ہے  
اور آج کا دن ہمارے لئے خوشی و مسرت کے اظہار کا دن ہے۔

(۲) شادی بیاہ کے موقع پر دف بجا کر گیت گانا درست ہے۔ کیونکہ یہ لوگوں کو نکاح کی  
خبر دینے اور ان میں نکاح کی رغبت پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے اس کی دلیل حضور نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے:

«فَصَلِّ مَا بَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ ، ضَرْبُ الدَّفِّ ، وَالصَّوْتُ  
فِيهِ النَّتَاجُ (صحيح رواه أحمد)

نکاح کے وقت دف بجا کر آواز بلند کرنا (گیت گانا) حلال اور حرام کے درمیان  
واضح فرق کی نشاندہی کرتا ہے۔

(۳) کسی کام کی سرانجام دہی کے موقع پر ایسے اسلامی گیتوں کا الاپنا بھی درست ہے  
جن سے کام کو جوق و چوند ہو کر ادا کرنے میں مدد مل سکے اور اگر گیت کے اشعار دعائیہ  
کلمات پر مشتمل ہوں تو ایسے گیت کا گنگنا زیادہ مناسب و موزوں ہے۔

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم خندق کی کھدائی میں کام کرنے والوں کی حوصلہ  
افزائی کے لئے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے اس شعر کو پڑھتے جاتے  
تھے۔ اللهم لا عيش الا عيش الاخره

فاغفر لنا نصار والمهاجره

اے ہمارے رب زندگی تو صرف آخرت کی ہی زندگی ہے پس آپ انصار و مہاجرین کو  
معاف فرما دیجئے۔

اور پھر اس کے جواب میں انصار و مہاجرین بیک زبان یوں گویا ہوتے:

نَحْنُ الَّذِينَ بَاتَعُوا مُحَمَّدًا  
عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِينَا أَبَدًا

ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اس لئے بیعت کی ہے کہ ہم جب تک زندہ رہیں گے اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے ہی رہیں گے۔

اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر خندق کی کھدائی کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے مندرجہ ذیل اشعار کو بھی پڑھا کرتے تھے

والله لولا الله ما اهتدينا  
ولا تصدقنا ولا صلينا  
فانزلن سكينتنا علينا  
وثبت الاقدام ان لا قينا  
والمشركون قد بغوا علينا  
اذا ارادوا فتنتنا ابينا  
يرفع بها صوته ابينا . . . ابينا

بخدا اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال نہ ہوتی تو ہم نہ تو ہدایت یافتمے اور نہ ہی روزہ رکھتے اور نہ ہی نماز پڑھتے۔

اے اللہ ہمیں اطمینان و سکون نصیب فرما اور اگر دشمنوں سے مذہم بھیز ہو جائے تو ہمیں ثابت قدم رکھنا۔

اور مشرکوں نے ہمارے اوپر بے پناہ ظلم و ستم ڈھائے ہیں۔ انہوں نے جب بھی ہمیں کسی فتنہ میں ڈالنا چاہا ہم نے ان کی بات ماننے سے صاف انکار کر دیا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان اشعار کو پڑھتے ہوئے جب آخری شعر کے آخر

میں ”ایہا“ پر پہنچے تو اپنی آواز کو بلند کرتے اور اس طرح کہتے جاتے ”ایہا۔۔۔ ایہا“ یعنی ہم نے صاف انکار کر دیا، صاف انکار کر دیا۔

۳۔ ایسے وہ تمام گیت قابل ستائش ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی توحید کا ذکر ہو یا جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے جذبات کا اظہار اور آپ کے شائق کا تذکرہ ہو یا وہ گیت جو اللہ تعالیٰ کے رستے میں جہاد پر ابھارنے اور دشمن کے مقابلہ میں دل جمعی و ثابت قدمی کے ساتھ نبرد آزما ہونے اور اخلاقی اوصاف کی اصلاح و تقویت کا باعث ہوں اور اسی طرح وہ تمام گیت بھی درست ہیں جو مسلمانوں کے درمیان محبت کے رشتہ کو قائم کرنے اور ایک دوسرے کا دست و بازو بننے کا درس دیتے ہوں اور ایسے گیت بھی قابل تعریف ہیں جو اسلام کے محاسن اور اس کے بنیادی اصولوں کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ایسے مفید امور پر مشتمل ہوں جو اسلامی معاشرہ کے لئے دینی و اخلاقی اعتبار سے سود مند ثابت ہو سکتے ہوں۔

(۵) عید و نکاح کے موقع پر عورتوں کو آلات موسیقی میں سے صرف دف بجانے کی شریعت میں اجازت دی گئی ہے اور ذکر و اذکار کے موقع پر دف کا استعمال نہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور نہ ہی آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس کے استعمال کے آثار ملتے ہیں البتہ صوفیاء نے اس کو اپنے لئے از خود شریعت کے نام پر جائز کر رکھا ہے بلکہ اس کے استعمال کو تو انہوں نے سنت کا درجہ دیا ہوا ہے حالانکہ یہ سراسر بدعت ہے اور بدعت کے بارہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

«إِيَّاكُمْ وَمُحَدَّثَاتِ الْأُمُورِ ، فَإِنَّ كُلَّ مُحَدَّثَةٍ بِدْعَةٌ ، وَكُلُّ

بِدْعَةٌ ضَلَالَةٌ» (رواہ الترمذی وقال حسن صحیح)

یعنی دین میں نئی نئی چیزیں گھڑنے سے باز رہو اس لئے کہ دین میں ہر نئی چیز بدعت ہے اور بدعت گمراہی کے سوا کچھ نہیں۔

## تصویروں اور مجسموں کی شرعی حیثیت

مذہب اسلام بنی نوع انسان کی طرف جس پیغام کو لے کر آیا تھا وہ یہی تھا کہ تمام لوگ صرف ایک اللہ کی عبادت کریں اور اس کے سوا بتوں، تصویروں اور مجسموں کی شکل میں پائے جانے والے جملہ اولیاء و صالحین کی پوجا پاٹ کو ترک کر دیں۔ اور یہ دعوت کوئی نئی نہیں ہے بلکہ جب سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت و رشد کے لئے انبیاء کی بعثت کا سلسلہ جاری فرمایا ہے تب سے یہ بات انبیاء کی دعوت کی بنیاد رہی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

«وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ . وَاجْتَنِبُوا  
الطَّاغُوتَ»  
(سورۃ النحل)

اور تحقیق ہم نے ہر جماعت میں رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت کی پرستش نہ کرو۔

طاغوت سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کو اس کی رضا سے اللہ کے سوا معبود بنا لیا جائے۔

اور سورۃ نوح (علیہ السلام) میں جن چند مجسموں کا ذکر ملتا ہے۔ وہ درحقیقت بعض نیک بندوں کے مجسمے تھے اس بات کی دلیل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا وہ قول ہے جس کو امام بخاری نے مندرجہ ذیل آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:



«وَقَالُوا لَا تَذَرُنْ آلِهَتَكُمْ ، وَلَا تَذَرُنْ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا ، وَلَا  
يَعُوثَ وَيَعُوقَ وَتَسْرًا وَقَدْ أَضَلُّوا كَثِيرًا» (سورة نوح)

اور انہوں نے کہا کہ اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور خصوصاً ود، سواع، یعوث، یعوق اور نسر کو تو کبھی بھی ترک نہ کرنا۔ (اے میرے پروردگار) انہوں نے خلق کثیر کو گمراہ کر ڈالا ہے۔

حضرت ابن عباس مذکورہ آیات کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں:

«هَذِهِ أَسْمَاءُ رِجَالٍ صَالِحِينَ مِنْ قَوْمِ نُوحٍ ، فَلَمَّا هَلَكَ أَوْلَادُكَ  
أَوْحَى الشَّيْطَانُ إِلَى قَوْمِهِمْ ، أَنْ انصِبُوا إِلَى مَجَالِسِهِمُ الَّتِي  
كَانُوا يَجْلِسُونَ فِيهَا أَنْصَابًا وَسَمَّوْهَا بِأَسْمَانِهِمْ ، فَفَعَلُوا وَكَلِمَ  
تُعْبَدُ ، حَتَّى إِذَا هَلَكَ أَوْلَادُكَ وَتَشِيخَ الْعِلْمُ عُبِدَتْ» .

”اس آیت میں وارد اسماء قوم نوح کے بزرگ و صالح لوگوں کے نام ہیں۔ ان کے دنیا سے اٹھ جانے کے بعد شیطان نے لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ یہ بزرگ لوگ جہاں جہاں بیٹھا کرتے تھے ان جگہوں پر ان کے مجتسے رکھ دیں اور ان مجتسوں کو ان بزرگوں کے ناموں سے منسوب کر دیں۔ چنانچہ لوگوں نے شیطان کی اطاعت کرتے ہوئے اتنے کام پر ہی اکتفا کیا اور نتیجاً یہ مجتسے پوجا پاٹ سے محفوظ رہے لیکن جب یہ لوگ دنیا سے رخصت ہو گئے اور علم کے نقوش بھی مٹ گئے تو پھر ان مجتسوں کی پوجا پاٹ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

اس واقعہ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے ہٹا کر دوسروں کی عبادت کے غلط راستے پر ڈالنے میں قوم کے معروف و نامور لیڈروں کے مجتسوں کا ایک بہت بڑا ہاتھ ہے۔

لوگوں کی ایک کثیر تعداد کی یہ سوچ ہے کہ موجودہ دور میں جبکہ تصویروں اور مجسموں کی عبادت کرنے کا رواج مفقود ہو چکا ہے تو ان حالات میں مجسموں کا تراشنا اور بالخصوص تصویر کشی کا عندنا ناجائز نہیں رہا۔ ان لوگوں کا یہ خیال کئی ایک وجوہ کی بنا پر سے ناقابل التفات ہے:

(۱) حقیقت یہ ہے کہ عصر حاضر میں بھی تصویروں اور مجسموں کی پوجا کی جا رہی ہے۔ آپ دیکھئے کہ حضرت عیسیٰ اور آپ کی والدہ حضرت مریم (علیہما السلام) کی عبادت گر جا خانوں میں کی جاتی ہے۔ ستم بالائے ستم یہ ہے کہ عیسائی لوگ تو صلیب کے سامنے بھی عبادت کی غرض سے اپنی گردنوں کو جھکا لیتے ہیں۔

بازاروں میں حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم (علیہما السلام) کی تصویروں پر مشتمل دیدہ زیب سبزیاں (Sceneries) پیش بہا قیمت پر فروخت کی جاتی ہیں جن کو گھروں میں لاکر عبادت و تعظیم کی غرض سے لٹکا دیا جاتا ہے۔

(۲) ایسے ممالک جو بادی اعتبار سے ترقی یافتہ اور اخلاقی و روحانی لحاظ سے نہایت پسماندہ ہیں ان میں قومی لیڈروں کے نصب شدہ مجسموں کے سامنے سے گزرنے والوں کے سروں سے احراناً ٹوپیاں اتر جاتی ہیں اور گردنیں جھک جاتی ہیں۔ اس کی واضح مثالوں میں امریکہ کے شہر واشنگٹن میں جارج فرانسس میں نابلمین اور روس میں لینن اور سالن کے سڑکوں پر نصب شدہ مجسمے ہیں۔

اب ہمارے عرب ملکوں میں بھی مجسمے نصب کرنے کی بیماری اپنی جزیں مضبوط کرتی جا رہی ہے۔ چنانچہ بعض ممالک نے تو کافروں کی رست میں اپنے ہاں سڑکوں پر مجسموں کو لاکھڑا کیا ہے اور جو عرب و مسلم ممالک مجسمے نصب کرنے کی اس دوڑ میں ابھی پیچھے ہیں ان کے ہاں اس کام کو مکمل کرنے کی تیاریاں جاری ہیں۔ حالانکہ ان کو

چاہئے تھا کہ مجتہدوں کی تراش خراش اور ان کی تعصیب پر خرچ کئے جانے والے سرمایہ کو مدارس و مساجد کی تعمیر، ہسپتالوں کے قیام اور خدمتِ مطلق کے لئے کام کرنے والی تنظیموں کی تشکیل پر صرف کرتے اور دولت کا یہ مصرف یقیناً زیادہ مفید اور سود مند ہو سکتا تھا اور اس صورت میں اگر ان رفاہی و فلاحی اداروں کو قومی لیڈروں کے ناموں کے ساتھ منسوب کر دیئے جانے میں قحطاً کوئی مضائقہ نہ ہوتا۔

(۳) عرب ملکوں میں نصب شدہ ان مجتہدوں کی گرچہ آج کل عبادت تو نہیں کی جا رہی لیکن خدشہ ہے کہ ایک زمانہ گزرنے کے بعد ایسا وقت آجائے گا جب ان کے سامنے بھی تقیماً گردنیں جھکنے لگیں گی اور اس طرح پھر ان کی عبادت کا بھی سلسلہ شروع ہو جائے۔ ازر یہ حقیقت ہے کہ اس قسم کے واقعات یورپ و ترکی میں رونما ہو چکے ہیں اور ان سے پہلے سیدنا نوح علیہ السلام کی قوم کا حال بھی ایسا ہی رہا ہے۔ انہوں نے بھی پہلے پہل اپنے قومی لیڈروں کے مجتہدوں کے پھر ان کی تعظیم میں حد سے بڑھ کر ان کی پوجا پات شروع کر دی۔

(۴) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو مجتہدوں اور تصویروں کی صحیح معنی سے متعلق حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا:

( لا تدع تمثالاً إلا طمستہ ، ولا قبراً مشرفاً إلا سوتہ )

(رواہ مسلم)

یعنی آپ کسی مجتہد کو توڑ پھوڑ کئے بغیر اسے مت چھوڑیں اور جو قبر بھی ہو اس کو گرا کر زمین کے قریب کر دیں۔

ایک روایت میں آنحضرت کے ارشاد میں ان الفاظ کا اضافہ بھی ملتا ہے:

«وَلَا صُورَةً إِلَّا لَطَخْتَهَا» (صحیح رواہ احمد)

یعنی جو تصویر بھی تمہیں نظر آئے اس کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دو۔

### ایسی تصویریں اور مجسمے جو شرعاً جائز ہیں

(۱) درخت، ستارے، چاند، سورج، پہاڑ، پتھر، سمندر، دریا، نہر اور خوبصورت و دلکش متاع کرکی تصویر کشی یا ان کی مجسمہ سازی شرعاً جائز ہے۔ اسی طرح کعبہ شریف، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ و دیگر مساجد کی تصویر یا ان کے ماڈل بنانے کی صورت اس صورت میں اجازت ہوگی کہ یہ مقامات مقدسہ انسان و حیوان کی تصویروں سے بالکل خالی ہوں۔ اس کی دلیل حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) کا وہ قول ہے جس میں آپ فرماتے ہیں:

«إِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَاصْنَعِ الشَّجَرَ وَمَا لَا نَفْسَ لَهُ»

(رواہ البخاری)

یعنی اگر آپ کو کسی چیز کی تصویر کشی کرنے یا اس کا مجسمہ بنانے کا زیادہ ہی شوق ہو جائے تو اس مقصد کے لئے درخت یا ایسی چیز جو غیر جاندار ہو اس کا انتخاب کرنا ہوگا۔

(۲) قومی شناختی کارڈ، پاسپورٹ اور گاڑی چلانے کے لائسنس کے علاوہ ہر وہ چیز جس پر تصویر کا استعمال ایک قانونی ضرورت ہے ایسی جگہ پر فوٹو کا استعمال درست ہے۔

(۳) قاتل، چور، ڈاکو اور وہ تمام مجرم پیشہ لوگ جن کو قانون اپنی گرفت میں لے کر قانونی تقاضے پورے کرنا چاہتا ہے ان کی تصویر بنانا بھی قانونی ضرورت کے پیش نظر جائز ہے۔

اسی طرح مختلف علوم و فنون کی بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے بھی تصویر کشی کی اجازت ہے جیسا کہ علم طب میں انسانی ڈھانچہ کا مکمل خاکہ اور اس کی تصویر

انسانی جسم کی ساخت کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے۔

(۳) لڑکیوں کو چھتھڑوں کی مدد سے بنائی جانے والی چھوٹی چھوٹی بچیوں کی شکل میں پتلیاں بنانے کی بھی اجازت دی جاسکتی ہے کیونکہ جب وہ ان کو نسا دھلا کر صاف ستھرے کپڑے پہنائیں گی ان کی نظافت کا خیال رکھیں گی اور پھر ان کے سونے کا انتظام کریں گی تو اس سے ان کو مستقبل کی اپنی ان ذمہ داریوں سے واقف ہونے میں مدد ملے گی جب وہ ایک ماں کی شکل میں اپنے بچوں کی تربیت کر رہی ہوں گی۔ اس بات کی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث ہے جس میں آپ فرماتی ہیں:

« كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »

(رواہ البخاری)

یعنی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کپڑے کی بنی ہوئی گڑیوں اور پتلیوں کے ساتھ کھیلا کرتی تھی۔

لیکن اس کے ساتھ ایک بات کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے کہ بچوں کو غیر مسلم

ممالک کے بنے ہوئے کھلونے لا کر نہیں دینے چاہئیں اور خصوصاً بازار میں بکنے والی ایسی گڑیاں تو کسی صورت میں بھی خرید کر نہیں دینی چاہئیں جن کا چہرہ کھلا ہوا ہو اور ان کے جسم کو بالکل معمولی سے لباس سے چھپانے کی کوشش کی گئی ہو۔ کیونکہ مسلمان بچی بازار سے خرید کی گئی گڑیاں کے ایسے غیر اسلامی لباس سے متاثر ہو کر خود بھی ایسے ہی غیر اسلامی راستے پر چل نکلے گی جس سے معاشرہ پر بہت برے اثرات مرتب ہوں گے اور یہ نقصانات اس عظیم نقصان کے علاوہ ہوں گے جو کھلونے خریدنے کی وجہ سے ہماری دولت کے غیر مسلم ممالک میں منتقل ہونے کی صورت میں رونما ہوں گے۔

## کیا تمباکو نوشی ناجائز ہے؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں تمباکو کا وجود گرچہ نہیں پایا جاتا تھا لیکن اشیاء کی حرمت و حلت کے بارے میں اسلام نے جو عام اصول وضع فرمائے ہیں ان کی رو سے ہر وہ چیز حرام قرار پاتی ہے جو انسانی جسم کے لئے نقصان دہ ہو یا اس کے استعمال سے دوسرے انسان کو کسی قسم کے نقصان پہنچنے کا احتمال ہو یا وہ چیز بجائے خود دولت کے تلف اور مال کی بربادی کا باعث بن سکتی ہو۔

اس نقطہ نظر سے تمباکو کے بارے میں شرعی حکم کو جاننے کے لئے مندرجہ ذیل دلائل پر غور فرمائیں۔

### ارشادات خداوندی

(۱) «وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ ، وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ

(سورة الأعراف)

اور وہ رسول ان کے لئے پاک چیزیں حلال اور ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے۔

اور تمباکو کا تعلق یقیناً بدو دار، ضرر رساں اور خبیث و ناپاک چیزوں کے ساتھ ہے۔

(۲) «وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ» (سورة البقرة)

اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو جہاں و ہلاکت میں نہ ڈالو۔

اور تمباکو کا استعمال انسان کو کینسر اور ٹی بی ایسی مسلک بیماریوں میں مبتلا کرنے کا باعث

بنتا ہے۔

(۳) «وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ» (سورة النساء)  
اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔

اور سگریٹ نوشی اپنے آپ کو آہستہ آہستہ موت کے منہ میں دینے کے حروف ہے۔  
(۳) شراب نوشی اور جوئے بازی کے نقصانات کے بارے میں ارشاد ہے۔

«وَأَسْأَلُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا» (سورة البقرة)

اور ان کا گناہ ان کے نفع کی نسبت سے بہت زیادہ ہے۔  
اور اسی طرح تمباکو کا نقصان بھی اس کے فائدہ کی نسبت بہت زیادہ ہے۔ بلکہ یہ تو  
سراسر نقصان ہی نقصان ہے۔

(۵) «وَلَا تَبْذُرْ تَبْدِيرًا ، إِنَّ الْمُبْذِرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ»

(سورة الإسراء)

اور بے جا فضول خرچی سے مال نہ اڑاؤ۔ یقیناً فضول خرچ شیطان کے بھائی ہیں۔  
چونکہ تمباکو کا استعمال اسراف اور بے جا فضول خرچی ہے اس لئے یہ بھی شیطان عمل  
ہی کا حصہ متصور ہو گا۔

فرمودات نبویؐ

(۶) «لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ» (صحیح رواہ أحمد)

یعنی اسلامی نقطہ نگاہ سے ہر ایسا کام ناجائز ٹھہرتا ہے جس کا نقصان اس کے کرنے  
والے کو خود اٹھانا پڑے یا اس کے مضر اثرات کسی دوسرے انسان پر اثر انداز ہو رہے  
ہوں۔

اور تمباکو جہاں استعمال کرنے والے کی صحت کے لئے مضر اور ساتھ بیٹھے پڑوسی

کے لئے تکلیف و ایذا کا باعث بنتا ہے وہاں وہ مال و دولت کی تباہی و بربادی کا ذریعہ بھی بنتا ہے۔

(۷) «وَكَبْرَةَ (الْبَلَّةِ) لَكُمْ إِضَاعَةَ الْمَالِ» (متفق علیہ)

یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف سے مال کے ضیاع کو ناپسند قرار دیا ہے۔  
اور تمہا کو نوشی یقیناً اس شخص کے مال کی بربادی کا باعث ہے جو اس کو استعمال کرتا ہے اور یہ ایک ایسا کام ہے جسے اللہ رب العزت ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

## داڑھی بڑھانا ضروری ہے

(۱) بنی نوع انسان کو راہ راست سے دور رکھنے کے لئے شیطان نے اپنے جن چمکنڈوں کو چلانے کی دھمکی دی تھی ان میں سے ایک کے متعلق حق باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

«وَلَا مَرْنَهُمْ فَلْيُقَيِّرَنَّ خَلْقَ اللَّهِ» (سورة النساء)

اور میں (شیطان) لوگوں کو حکم دوں گا۔ پس وہ میرے کہنے پر خدائی ساخت میں تبدیلی کریں گے۔

اور داڑھی موٹے مٹھنا اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ چیز میں اس کی مرضی کے خلاف تبدیلی کرنا ہے جو سراسر شیطان کی اطاعت ہے۔

(۲) ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

«وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ ، وَمَا نَهَاكُمُ عَنْهُ فَانْتَهُوا»

(سورة الحشر)



یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس کام کے کرنے کا ہمیں کہتے ہیں اس کو کرو اور جس سے روکتے ہیں اس کے کرنے سے رک جاؤ۔

اور یہ حقیقت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی بڑھانے کا حکم دیا ہے اور اس کے موڑنے سے روکا ہے۔

(۳) رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

«جُزُوا الشَّوَارِبَ وَأَرْخُوا اللَّحَى ، خَالِفُوا الْمَجُوسَ»

(رواہ مسلم)

یعنی غیر مسلم مجوسیوں کی مخالفت کرتے ہوئے مونچھوں کے جو بال ہونٹوں سے بڑھ جائیں ان کو کاٹ دو اور داڑھی کو خوب بڑھاؤ۔

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

«عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ : قَصُّ الشَّارِبِ ، وَأَعْقَاءُ اللَّحْيَةِ وَالسُّوَاكُ ، وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ ، وَقَصُّ الْأَظْفَارِ . . . الخ»

(رواہ مسلم)

دس کام ایسے ہیں جو عین فطرت کے مطابق ہیں، مونچھوں کا کاٹنا، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں صفائی کی خاطر پانی چھاننا، برے ہوئے ناخنوں کو کاٹنا۔۔۔ الخ اور اگر داڑھی کا بڑھانا ایک فطرتی امر ہے تو پھر اس کا موڑنا حرام قرار پاتا ہے۔

«لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ  
بِالنِّسَاءِ»

(رواہ البخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردوں پر لعنت بھیجی ہے جو عورتوں کی خش بننے کی کوشش کرتے ہیں۔

اور داڑھی کا موٹا ہونا یقیناً عورتوں کے مشابہہ ہونے کے حروف ہے اور یہ کام اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کا باعث بنتا ہے۔

(۶) وہ آدمی جنہوں نے اپنے بادشاہ کے کہنے پر اپنی داڑھیوں کو منڈا اور موٹھوں کو بڑھا رکھا تھا ان کو مخاطب کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔

« . . . لَكِنِّي أَمْرَنِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ أَنْ أَعْفِيَ لِحْيَتِي وَأَنْ  
أَمُصَّ شَارِبِي »  
(حسن رواہ ابن جریر)

یعنی میرے عزت والے اور بلند و بالا رب نے تو مجھے داڑھی بڑھانے اور موٹھیں کٹوانے کا حکم دے رکھا ہے۔

اور چونکہ داڑھی بڑھانے کا حکم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دیا گیا ہے لہذا اس پر عمل کرنا واجب و ضروری ہے۔

قرب قیامت کی یہ نشانی ہوگی کہ آدمی بیوی کا فرمانبردار اور اس کا  
-تفرمان ہوگا، اور اپنے باپ کو دور ہٹائے گا۔

## والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا

اگر آپ دنیا و آخرت کی کامیابیوں اور کامرانوں کو سمیٹنا چاہتے ہوں تو مندرجہ ذیل نصیحتوں کو پلے باندھ لیں اور ان پر سختی سے عمل کریں

(۱) اپنے والدین کو ادب و احترام سے مخاطب کریں اور اپنی زبان پر ان کے لئے اف تک نہ لائیں اور نہ ہی ان کو جھڑک کر جواب دیں بلکہ پیار بھرے نرم لہجے کے ساتھ ان سے گفتگو کریں۔

(۲) ہر وہ کام جس میں اللہ تعالیٰ کی معصیت و نافرمانی نہیں ہے اس میں اپنے والدین کی ہمیشہ اطاعت و فرمانبرداری کرتے رہیں۔ کیونکہ یہ اصولی بات ہے کہ جس کام میں خالق کائنات کی نافرمانی ہونے کا اندیشہ ہو اس میں مخلوق میں سے کسی فرد کی بھی اطاعت جائز نہیں ہے۔

(۳) والدین کے ساتھ لطف و پیار اور شفقت و محبت کا رویہ اختیار کریں اور تیوری چڑھائے ہوئے ترش چہرہ کے ساتھ ان کے سامنے آنے سے اجتناب برتیں اور غصہ کی حالت میں ان کو تیز نظروں کے ساتھ گھور گھور کر مت دیکھیں۔

(۴) اپنے والدین کے مال، عزت و آبرو اور ان کی شہرت و نیک نامی کے امین بنیں اور ان کی اجازت کے بغیر کسی چیز کو ہاتھ تک نہ لگائیں۔

(۵) والدین کے حکم کا انتظار کئے بغیر ہر وہ کام کر گزریں جس سے

ان کو دلی مسرت حاصل ہوتی ہو۔ مثال کے طور ان کی خدمت کرنا، ان کی ضروریات زندگی کا خیال رکھنا اور طلب علم میں نہایت لگن کے ساتھ انتھک محنت کرنا۔

(۶) ہر کام کی ابتداء سے پیشتر والدین سے مشورہ کریں اگر کوئی کام کسی وجہ سے ان کی مرضی کے خلاف ہو جائے تو اس کے لئے ان سے معذرت کریں۔

(۷) والدین جب تمہیں کسی کام کے لئے بلائیں تو مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ ”جی ابا جی“ ”جی امی جان“ کہہ کر جواب دیں اور ”مھی“ ڈیڑھی، بابا اور ماما ایسے غیر مسلمانوں کے راجح کردہ الفاظ کے استعمال سے گریز کریں۔

(۸) والدین کے عزیز و اقارب اور دوست و احباب کا ادب، احترام ان کی زندگی میں اور ان کے دنیا سے کوچ کر جانے کے بعد بھی برابر بجالاتے رہیں۔

(۹) والدین کے ساتھ جھگڑا و جدال سے اجتناب برتیں اور کسی معاملہ میں بھی ان کو قصور وار ٹھہرانے کی بے سود کوشش نہ کریں اور بڑے ادب کے ساتھ اپنے نقطہ نگاہ کو ان کے سامنے واضح کرنے کی کوشش کریں۔

(۱۰) کسی کام میں اپنے والدین کا مقابلہ نہ کریں اور نہ ہی ان کے سامنے کڑک کر بولیں۔ بلکہ بڑے ادب کے ساتھ ان کی بات کو خاموشی سے سنیں اور ان ہی کے احترام کے پیش نظر اپنے بہن بھائیوں میں سے

کسی کو پریشان اور تنگ نہ کریں۔

(۱۱) والدین کی آمد پر اٹھ کر ان کا استقبال کریں اور ان کے سر کو بوسہ دیں۔

(۱۲) گھر کے کام کاج کی انجام دہی میں اپنی والدہ سے تعاون کریں اور اسی طرح والد کا ہاتھ بٹانے میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

(۱۳) کام چاہے کتنی اہمیت کا حامل کیوں نہ ہو والدین کی اجازت کے بغیر اس کی انجام دہی کے لئے سفر پر ہرگز نہ نکلیں اور اگر ان کو بتائے بغیر کبھی سفر پر جانا پڑے تو اس کے لئے فوراً ان سے معذرت طلب کریں اور گھر سے دور ہونے کی صورت میں والدین کی خیریت دریافت کرنے کے لئے مسلسل ان سے رابطہ رکھیں۔

(۱۴) والدین کی اجازت کے بغیر ان کی آرام گاہ میں نہ جائیں اور اگر وہ سو رہے ہوں یا آرام کر رہے ہوں تو اس صورت میں اس بات کا خاص طور پر خیال رکھیں۔

(۱۵) اگر آپ تمباکو نوشی کے مرض میں مبتلا ہو چکے ہوں تو کم از کم ان کے سامنے تمباکو نوشی سے پرہیز کریں۔

(۱۶) والدین سے پہلے کسی چیز کو تناول نہ کریں اور مطعومات و مشروبات میں سے بہتر اور اچھی چیز ان کی خدمت میں پیش کریں۔

(۱۷) جھوٹی بات والدین کی طرف منسوب نہ کریں اور اگر ان سے کوئی ایسا عمل سرزد ہو جائے جو ہمیں ناگوار گزرتا ہو تو اس پر انہیں برا

بھلا نہ کہیں۔

(۱۸) والدین کے مقابلہ میں بیوی بچوں کے ساتھ ترجیحی سلوک نہ کریں زندگی کے ہر معاملہ میں ان کو خوش رکھنے کے لئے ان کی رضا جوئی کا پورا پورا خیال رکھیں۔ اس لئے کہ والدین کی رضا میں ہی خالق کائنات کی رضا ہے اور ان کی ناراضگی ہی دراصل اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بنتی ہے۔

(۱۹) اپنے بیٹھے کے لئے والدین سے بہتر جگہ کا انتخاب نہ کریں اور جب تک وہ بیٹھے رہیں تب تک ان کے سامنے فخریہ انداز میں ٹانگیں پھیلا کر بیٹھے سے کھل اترنا نہ کریں۔

(۲۰) آپ چاہے کتنے بڑے افسر ہی کیوں نہ ہو جائیں اپنے والدین کی طرف اپنی نسبت ظاہر کرتے ہوئے ہچکچاہٹ محسوس نہ کریں اور ان کے احسانات کو ہرگز فراموش نہ کریں اور اپنی کسی حرکت یا بات سے ان کی دل آزاری سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

(۲۱) تمہارے لئے یہ بات یقیناً باعث شرم و ندامت ہوگی کہ تم اپنے والدین کے ساتھ ایسا کنجوسانہ رویہ اختیار کرو کہ وہ تمہارے ساتھ تمہاری ہی کنجوسی کا گلہ و شکوہ کرنے لگیں اور یہ بات اچھی طرح اپنے ذہن میں بٹھالیں کہ اگر تم آج اپنے والدین کے ساتھ ایسا سلوک روا رکھے ہوئے ہو تو کل تمہیں بھی اپنی اولاد سے ایسے ہی سلوک کی امید رکھنا ہو گی۔ کیونکہ یہ فطرت کا قانون ہے کہ جیسا کرو گے دیا بھرو گے۔

(۲۲) کثرت کے ساتھ والدین کی زیارت کو اپنا معمول بنالیں اور ان کی خدمت میں زیادہ سے زیادہ تحائف پیش کیا کریں اور تمہارے

والدین تمہاری خاطر جن بے شمار مصائب و متاعب سے دوچار رہے ہیں اس پر ان کے ہمیشہ شکر گزار رہیں۔ اب تو ویسے بھی اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں جن مشکلات کا تمہیں سامنا کرنا پڑ رہا ہے اس سے خوب اندازہ ہو گیا ہو کہ تمہارے والدین نے تمہارے لئے کیا کچھ کیا اور کیا کچھ جمیلا ہے۔

(۲۳) لوگوں میں سے تیرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار تیری ماں ہے، پھر تیرا باپ، اور اس بات کو خوب اچھی طرح جان لو کہ جنت ماں کے پیروں تلے ہے۔ (یعنی ماں کی خدمت سے جنت ملتی ہے)

(۲۴) والدین کی نافرمانی سے بچو اور ان کی ناراضگی کو کسی قیمت پر مول نہ لیں۔ ورنہ دنیا و آخرت میں بد بخت و نامراد ہو جاؤ گے اور یہ حقیقت ہے کہ جس قسم کا سلوک تم اپنے والدین سے روا رکھو گے ویسا ہی برتاؤ تمہارے بچے تمہارے ساتھ کریں گے۔

(۲۵) والدین سے جب کسی چیز کا مطالبہ کرنا چاہیں تو نہایت ادب و احترام سے کریں اور اگر وہ تمہیں تمہاری مطلوبہ چیز عنایت کر دیں تو ان کا شکر ادا کریں۔ اگر وہ تمہارا مطالبہ پورا کرنے سے معذرت کریں تو ان کی معذرت کا پاس کریں اور مطالبات کی بھرمار سے ان کو پریشان خاطر کرنے کی بھی کوشش نہ کریں۔

(۲۶) جب آپ روزی کمانے کے قابل ہو جائیں تو پھر کسی نہ کسی کسب کے ذریعہ اپنے والدین کا ہاتھ بٹائیں۔

(۲۷) تمہارے والدین کے تمہارے ذمہ یقیناً کچھ حقوق ہیں۔ اسی

طرح تمہاری بیوی کی طرف سے بھی تمہارے اوپر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ لہذا تمہیں ہر ایک کے حقوق کو پوری ذمہ داری سے ادا کرنا ہو گا اور اگر تمہارے والدین اور تمہاری بیوی کے درمیان کبھی کوئی اختلاف کی صورت پیدا ہو جائے تو اسے بڑے احسن طریقہ سے ختم کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں اور ایک دوسرے کے علم میں لائے بغیر ہر دو جانب کی خدمت میں تحفہ و تحائف بھی پیش کرتے رہیں۔

(۲۸) تمہارے والدین کے تمہاری بیوی کے ساتھ اختلاف کی صورت میں تمہیں ایک حکیم و دانا آدمی کا کردار ادا کرنا ہو گا اور اگر تم محسوس کرو کہ حق کا پلڑا تمہاری بیوی کی جانب جھک رہا ہے تو اپنی بیوی پر اس بات کو دو ٹوک الفاظ میں واضح کر دیں کہ میں تمہارے حق پر ہونے کی وجہ سے تو یقیناً تمہارے ساتھ ہوں لیکن میرے لئے اپنے والدین کو راضی رکھنا بھی ہر حال میں ضروری ہے۔

(۲۹) اگر کسی لڑکی سے شادی کرنے یا اپنی بیوی کو طلاق دینے کے مسئلہ پر تمہارا اپنے والدین سے کوئی اختلاف ہو جائے تو ان حالات میں شریعت الہی پر اپنا فیصلہ چھوڑ دو۔ کیونکہ شریعت الہی اختلافات کو دور کرنے کے سلسلہ میں تم سب کی بہتر طور پر رہنمائی کر سکتی ہے۔

(۳۰) بچوں کے حق میں والدین کی دعا ہو یا بدعا، دونوں ہی اللہ رب العزت کے ہاں بہت جلد شرف قبولیت حاصل کر لیتی ہیں۔ لہذا اپنے آپ کو ان کی بدعا سے ہر ممکن بچانے کی کوشش کریں۔

(۳۱) عام لوگوں کے ساتھ بھی تمہیں ادب و احترام کے ساتھ ہی



پیش آنا چاہیے۔ کیونکہ جو کوئی دوسروں کو برا بھلا کہے گا تو وہ بھی یقیناً جواب میں اس کو برا بھلا ہی کہیں گے۔ پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

«مِنَ الْكِبَانِ شَتَمَ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ : يَسُبُّ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ  
أَبَاهُ وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ»  
(متفق علیہ)

آدمی کا اپنے والدین کو گالی دینا بھی کبیرہ گناہوں میں سے ہے وہ اس طرح کہ جب وہ کسی دوسرے انسان کے باپ کو گالی دے گا تو وہ بھی جواب میں اس کے باپ کو گالی دے گا اور جب وہ دوسرے آدمی کی ماں کو برا بھلا کہے گا تو وہ بھی جواب میں اس کی ماں کو برا بھلا ہی کہے گا۔

(۳۲) والدین سے ملاقات اور ان کی زیارت کا سلسلہ ان کی زندگی میں کبھی بھی منقطع نہ ہونے پائے اور ان کے دنیا سے کوچ کر جانے کے بعد بھی ان کی قبر پر جا کر ان کے حق میں دعا کر کے اپنے اس معمول کو برقرار رکھیں اور ان کی طرف سے باقاعدگی کے ساتھ صدقہ و خیرات بھی کرتے رہیں اور ان کے حق میں اکثر یہ دعا کیا کریں:

«رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَكُلِّ الْاٰدِيَّةِ ، رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْتَنِيْ صَغِيْرًا»

اے میرے رب مجھے اور میرے والدین کو معاف کر دے۔ پروردگار میرے والدین کے حال پر اس طرح رحمت فرما جس طرح انہوں نے میرے بچپن کے زمانہ میں مجھے محبت و شفقت سے نوازا کر میری تربیت و پرورش کی۔

تمت بالخیر

# جامعہ تعلیم القرآن والحديث للبنات گوجرانوالہ

## مختصر تعارف

۱۹ اگست ۱۹۶۲ء سے تعلیمی و تبلیغی میدان میں سرگرم عمل ہے۔ جامعہ میں اس وقت ۱۳۵۶ طالبات زیر تعلیم ہیں۔ جن میں تقریباً ۷۵۰ طالبات رہائشی ہیں جن کی رہائش، خوراک، علاج، کتب و دیگر مراعات کا بلا معاوضہ معقول انتظام ہے۔

## شعبہ جات

- ۱- شعبہ ناظرہ قرآن
- ۲- شعبہ حفظ و تجوید
- ۳- درس نظامی
- ۳- دورہ حدیث
- ۵- فاضل علی
- ۶- دفاق المدارس
- ۷- علوم عصریہ
- ۸- تصنیف و تالیف
- ۹- دعوت و تبلیغ
- ۱۰- کشیدہ کاری
- ۱۱- خدمت خلق
- ۱۲- ڈپنٹری
- ۱۳- ماہنامہ والضحیٰ
- ۱۴- لائبریری

اس وقت تقریباً مبلغ دس لاکھ روپے کی لاگت سے سولہ ہزار گیلین پر مشتمل بہت بڑا وائٹینک تعمیر کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ تعمیر اور رہائشی کمرے بھی تعمیر کئے جا رہے ہیں۔ جن پر ایک اندازے کے مطابق مبلغ آٹھ لاکھ روپے کی ضرورت ہے۔ علاوہ بریں تعلیم، کتب، خوراک اور علاج و معالجہ پر اٹھنے والے تقریباً تین ملین روپے کے سالانہ اخراجات اس کے علاوہ ہیں۔

مخ حشرات سے اس کا ختم شدہ کر کے اپنے لئے صدقہ جاریہ کا

اہتمام کرنے کی اپیل ہے۔

ترسیل زر پتہ

www.KitaboSunnat.com

جامعہ تعلیم القرآن والحديث للبنات ۹ کلش آباد گوجرانوالہ کرنٹ اکاؤنٹ نمبر ۶۷۴۴ نیشنل بینک آف پاکستان برانچ حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ پاکستان

مخیر خضرات کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

اللَّهُمَّ اعْطِ مُنْفِقًا كَفًّا

ترجمہ: اے اللہ خرچ کرنے والے کو اور زیادہ عطا فرما

اس برفان و قرین سیم نسواں کا سلسلہ بڑا اہم اور گھٹن ہے  
 جامعہ اسلامیہ القرآن اجمیریت لبت لنا اس مسئلے سے باخبر ہو کر ہوا ہے۔  
 اگر قوم کی ایک ماں بہن یا بیٹی دینی تربیت اور اصلاح سے بہرہ ور ہو جائے تو جان لیجئے  
 کہ دو خانہ دونوں کی اصلاح ہو جائے گی

تسلی اور سچے ذہنی  
 انعام مسئلہ کی خدمت کر رہے ہیں اور  
 آج کل کے حالات میں ان لائبریریوں کو دیکھنے  
 آج کل کے حالات میں ان لائبریریوں کو دیکھنے  
 آج کل کے حالات میں ان لائبریریوں کو دیکھنے  
 آج کل کے حالات میں ان لائبریریوں کو دیکھنے

جامعہ اسلامیہ القرآن اجمیریت لبت لنا اس مسئلے سے باخبر ہو کر ہوا ہے۔  
 اگر قوم کی ایک ماں بہن یا بیٹی دینی تربیت اور اصلاح سے بہرہ ور ہو جائے تو جان لیجئے  
 کہ دو خانہ دونوں کی اصلاح ہو جائے گی

اللہ آپ کا  
 حامی و ناصر رہی

ترجمہ: اے اللہ  
 جامعہ اسلامیہ القرآن اجمیریت لبت لنا اس مسئلے سے باخبر ہو کر ہوا ہے۔  
 اگر قوم کی ایک ماں بہن یا بیٹی دینی تربیت اور اصلاح سے بہرہ ور ہو جائے تو جان لیجئے  
 کہ دو خانہ دونوں کی اصلاح ہو جائے گی

اللہ آپ کا  
 حامی و ناصر رہی

سلفی خواتین نے کاواحد دینی محبت

© شرک پرعت اور جہالت کے خلاف ایک عظیم تحریک ©



چاند اور  
چاندی و چاندی  
عسب و دار

بیرہ گھنٹہ  
نورین کا  
عاشق  
میں

© کپیوٹر کمپوزنگ، نیدرزیب، رنگین ٹائٹل، خوبصورت طبعیت ©

تمام اہل فتنہ کی دینی تربیت کے لئے ماہنامہ "الفلاحی"  
کا مطالعہ بہت موثر کردار ادا کر سکتا ہے۔

زرقاعون  
سالانہ ۱۰۰ روپے  
ماہانہ ۱۰ روپے

مہر پر حاصل  
کر کے کیلئے مندرجہ  
ذیل پتے پر رابطہ  
کئے

ایجنسی پولیٹیکل  
اور سائنس دان خواتین و  
حضرات راہ قائم  
کریں

مینیجر مجلہ "الفلاحی" جامعہ تعلیم القرآن والحدیث البیتنا ۹ گلشن آباد  
کوچہ الزہراء پتہ 75877 75797